جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ

القران الحکیم ۲:۲۵۸

النور

وفا۔ظہور ۱۳۹۸ ہش

جولائی۔اگست ۲۰۱۹ء
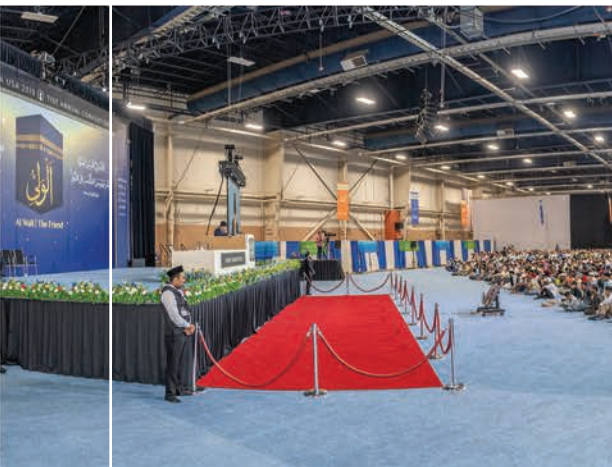
AHMADIYYA MUSLIM COMMUNITY
United States of America

Muslims who believe in the Messiah Mirza Ghulam Ahmad of Qadian

کیا آپ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟

جو کتابیں آپ نے پڑھ لی ہیں، ان پر نشان لگائیں اور جو نہیں پڑھیں انہیں amibookstore.us سے خرید کر مطالعہ فرمائیں۔

روحانی خزائن جلد نمبر ۱
- ☐ براہین احمدیہ چہار حِصص

جلد نمبر ۲
- ☐ پُرانی تحریریں
- ☐ سُرمۂِ چشم آریہ
- ☐ شحنۂِ حق
- ☐ سبز اشتہار

جلد نمبر ۳
- ☐ فتح اسلام
- ☐ توضیح مرام
- ☐ ازالۂِ اوہام

جلد نمبر ۴
- ☐ الحق مُباحثہ لدھیانہ،
- ☐ الحق مباحثہ دہلی
- ☐ آسمانی فیصلہ
- ☐ نشانِ آسمانی
- ☐ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات

جلد نمبر ۵
- ☐ آئینہ کمالات اسلام

جلد نمبر ۶
- ☐ برکاتُ الدعا
- ☐ حُجّۃُ الاسلام
- ☐ سچائی کا اظہار
- ☐ جنگِ مقدس
- ☐ شہادۃُ القرآن

جلد نمبر ۷
- ☐ تحفۂ بغداد
- ☐ کراماتُ الصّادقین
- ☐ حمامۃُ البُشریٰ

جلد نمبر ۸
- ☐ نُورُالحق دو حصّے
- ☐ اتمام الحُجّۃ
- ☐ سِرُّ الخلافۃ

جلد نمبر ۹
- ☐ انوارِ اسلام
- ☐ مِنَنُ الرّحمان
- ☐ ضیاء الحق
- ☐ نورُ القرآن دو حصّے
- ☐ معیارُ المذاہب

جلد نمبر ۱۰
- ☐ آریہ دھرم
- ☐ سَت بچن
- ☐ اسلامی اصول کی فلاسفی

جلد نمبر ۱۱
- ☐ انجامِ آتھم

جلد نمبر ۱۲
- ☐ سراجِ منیر
- ☐ استفتاء
- ☐ حُجّۃُ اللّٰہ
- ☐ تحفۂ قیصریہ
- ☐ محمود کی آمین

جلد نمبر ۱۳
- ☐ کتابُ البریہ
- ☐ البلاغ
- ☐ ضرورۃُ الامام

جلد نمبر ۱۴
- ☐ نجمُ الہدیٰ
- ☐ رازِ حقیقت
- ☐ کشفُ الغطاء
- ☐ ایّامُ الصُّلح
- ☐ حقیقتُ المہدی

جلد نمبر ۱۵
- ☐ مسیح ہندوستان میں
- ☐ ستارہ قیصرہ
- ☐ تریاقُ القلوب
- ☐ تحفۂ غزنویہ
- ☐ روئیدادِ جلسہ دعاء

جلد نمبر ۱۶
- ☐ خطبۃُ الہامیۃ
- ☐ لُجَّۃُ النُّور

جلد نمبر ۱۷
- ☐ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
- ☐ تحفہ گولڑویہ
- ☐ اربعین

جلد نمبر ۱۸
- ☐ اعجازُ المسیح
- ☐ ایک غلطی کا ازالہ
- ☐ دافع البلاء
- ☐ الہدیٰ
- ☐ نزولُ المسیح
- ☐ گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے
- ☐ عصمتِ انبیاء علیہم السلام

جلد نمبر ۱۹
- ☐ کشتیٔ نوح
- ☐ تحفۃُ الندوہ
- ☐ اعجازِ احمدی
- ☐ ریویو بر مباحثہ چکڑالوی بٹالوی
- ☐ مواہبُ الرحمان
- ☐ نسیمِ دعوت
- ☐ سناتن دھرم

جلد نمبر ۲۰
- ☐ تذکرۃُ الشہادتین
- ☐ سیرۃُ الابدال
- ☐ لیکچر لاہور
- ☐ اسلام (لیکچر سیالکوٹ)
- ☐ لیکچر لدھیانہ
- ☐ رسالہ الوصیت
- ☐ چشمۂ مسیحی
- ☐ تجلّیاتِ الٰہیہ
- ☐ قادیان کے آریہ اور ہم
- ☐ احمدی اور غیر احمدی میں فرق

جلد نمبر ۲۱
- ☐ براہین احمدیہ جلد پنجم

جلد نمبر ۲۲
- ☐ حقیقۃُ الوحی
- ☐ الاِستفتاء
- ☐ قصیدہ عربی

جلد نمبر ۲۳
- ☐ چشمۂ معرفت
- ☐ پیغامِ صلح

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

النور

ریاستہائے متحدہ امریکہ Al-Nur

جلد ۴۰ شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ ۱۴۴۰۔۱۴۴۱ ہجری — وفا۔ ظہور ۱۳۹۸ ہش — جولائی۔ اگست ۲۰۱۹ء شمارہ ۷۔۸

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

وَ اتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۝

(سورۃ البقرۃ:۴۹)

اور ڈرو اس دن سے جب کوئی نفس کسی دوسرے نفس کے کچھ کام نہیں آئے گا اور نہ اس سے (اس کے حق میں) کوئی شفاعت قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی بدلہ وصول کیا جائے گا اور نہ وہ (لوگ) کسی قسم کی مدد دیئے جائیں گے۔

...فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ ۚ ---۝

(سورۃ البقرۃ:۲۵)

اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں

(۷۰۰ احکامِ خداوندی صفحات ۱۱۵-۱۱۶)

لکھنے کا پتہ:

Al-Nur@ahmadiyya.us

Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road

Silver Spring, MD 20905

اس شمارے میں

اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ (سورۃ المائدہ:۱۲۰۔۱۲۱)

اللہ نے کہا یہ وہ دن ہے کہ سچوں کو ان کا سچ فائدہ پہنچانے والا ہے۔ ان کے لئے جنّتیں ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اللہ ہی کی بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی اور اس کی بھی جو اُن کے اندر ہے اور وہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

طاعون کے بارے میں خواہ کوئی حیلہ حوالہ کریں ہرگز کام نہ آوے گا آخر مستقر خدا تعالیٰ ہی ہو گا۔ لوگ جب اس کو مانیں گے تب وہ اس سے رہائی دے گا۔ اَیْنَ الْمَفَرُّ بھی اسی پر چسپاں ہے کیونکہ دوسرے آفات میں تو کوئی نہ کوئی مفر ہوتا ہے مگر طاعون میں کوئی مفر نہیں ہے صرف خدا کی پناہ ہی کام آوے گی۔

خدا کی طرف ظلم کبھی منسوب نہیں ہو سکتا۔ جو صادق ہو گا وہ ضرور اپنے صدق سے نفع پاوے گا۔ یہ وہی دن ہیں جن کی نسبت کہا گیا ہے: هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۔ (البدر جلد ۳ نمبر ۲۵ مورخہ یکم جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۲)

اب اس جگہ سوچنے کے قابل یہ بات ہے کہ قیامت کا دن ہو گا اور سب لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہوں گے اور وہ گھڑی ہو گی جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۔ وہ دن ہو گا جبکہ سچ بولنے والوں کو ان کا سچ نفع دے گا۔ اچھا تو ایسے وقت میں حضرت عیسیٰ خدا تعالیٰ کو یہ کہیں گے کہ میں جب تک دنیا میں تھا تب تو ان کو وحدانیت کا وعظ کرتا تھا بعد کی خبر نہیں انہیں کیا ہو گیا۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ اس وقت زمین میں مدفون ہیں یا کہیں آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں اس جگہ یہ امر سب سے زیادہ قابل غور ہے کہ اگر وہ قیامت سے پہلے دنیا میں آئیں گے اور چالیس سال تک رہیں گے اور عیسائیوں کو انہیں اور ان کی ماں کو خدا بنانے کے سبب خوب سزا بھی دیں گے اور پھر ان کی اصلاح بھی کریں گے اور ماننے والوں کو مسلمان بنائیں گے تو پھر قیامت کے دن ان کا جواب یہ کیوں ہونا چاہیئے کہ مجھے تو کچھ خبر نہیں کہ میرے بعد کیا ہوا اور کیا نہ ہوا بلکہ انہیں تو یہ جواب دینا چاہیئے کہ اے باری تعالیٰ! میں نے تو ان کے ایسے عقیدے کے سبب ان کو خوب سزائیں دی ہیں اور ان کی صلیب کو توڑا ہے اور چالیس سال تک ان کی خوب خبر لی ہے۔

سو دیکھنا چاہیئے کہ اگر مسیح دوبارہ دنیا میں آوے گا تو کیا اس کا یہ جواب جو قرآن شریف میں درج ہے سچا ہو گا اور اگر ان ملانوں کی بات درست مان لی جاوے تو روزِ قیامت حضرت عیسیٰ کو ایسا جواب دینے سے کیا انعام ملے گا؟ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ ایسی باتیں بنا کر وہ ایک خدا کے نبی کو نعوذ باللہ جھوٹ بولنے والا قرار دے رہے ہیں اور پھر جھوٹ بھی قیامت کے دن اور پھر وہ بھی خدا تعالیٰ کے دربار میں۔ نعوذ باللہ من ذالک! (البدر جلد ۶ نمبر ۱۲ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۴) (تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحات ۱۲۱، ۱۲۰)

--*-*-*-*

مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ: خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، قَالَ عِمْرَانُ: فَمَآ اَدْرِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ"

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل الصحابہ ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم، حدیقۃ الصالحین صفحہ ۹۳۶)

حضرت عمرانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر وہ جو اُن کے بعد آئیں گے۔ عمرانؓ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آپؐ نے دو دفعہ یا تین دفعہ فرمایا۔ بہر حال آپؐ نے اس کے بعد فرمایا ان لوگوں کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو بن بلائے گواہی دیں گے۔ خیانت کے مرتکب ہوں گے دینداری چھوڑ دیں گے، نذریں مان کر پوری نہیں کریں گے عہد کے پابند نہ رہیں گے اور عیش و آرام کی وجہ سے موٹاپا ان پر چڑھ جائے گا۔ یا رہبانیت اور ترکِ فرائض کی طرف ان کا رجحان بڑھ جائے گا اور آہستہ آہستہ تقاضائے حالات سے غافل ہو جائیں گے۔

--*-*-*-*

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ : سَأَلْتُ رَبِّيْ عَنِ اخْتِلَافِ أَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَأَوْحٰى إِلَيَّ : يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَآءِ بَعْضُهَا أَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِيْ عَلٰى هُدًى، قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ .

(مشکوٰۃ کتاب المناقب الصحابۃ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ زرین، حدیقۃ الصالحین صفحہ ۹۳۷)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں نے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی۔ اے محمدؐ! تیرے صحابہ کا میرے نزدیک ایسا مرتبہ ہے جیسے آسمان میں ستارے ہیں۔ بعض بعض سے روشن تر ہیں۔ لیکن نُور ہر ایک میں موجود ہے۔ پس جس نے تیرے کسی صحابی کی پیروی کی۔ میرے نزدیک وہ ہدایت یافتہ ہو گا۔ حضرت عمرؓ نے یہ بھی کہا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی تم اقتداء کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے۔

--*-*-*-*

جب کوئی رسول آتا ہے تو
انسانی فطرتوں کے سارے خواص ظاہر ہو جاتے ہیں

ارشادات سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"جب کوئی رسول آتا ہے تو انسانی فطرتوں کے سارے خواص ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان کے ظہور کا یہ خاصّہ اور علامات ہیں کہ مخلص سعید الفطرت اور مستعد طبیعت کے لوگ اپنے اخلاص اور ارادت میں ترقی کرتے ہیں اور شریر شرارت میں بڑھ جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب خبیث اور منکر گروہ نے شرارتیں کرنی شروع کیں اور دُکھ اور ایذارسانی کے منصوبے کیے اس وقت معلوم ہوا کہ کیسی کیسی خبیث روحیں ہیں۔ ایک وہ لوگ تھے کہ انہوں نے آپؐ کی راہ میں سر کٹوا ڈالے۔ ان کے حالات اور واقعات کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ ان میں کیسا اخلاص اور ارادت تھی۔ فی الحقیقت اُن کا اُسوہ اُسوۂ حسنہ ہے یہاں تک کہ ان میں سے اگر کسی کا ایک ضَرب سے سَر نہیں کٹا تو اس کو شک ہوا کہ شہید نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کیسے فِدا تھے۔ لکھا ہے کہ ایک صحابی نے اپنے مخالف کو ایک تلوار ماری۔ اس کے نہ لگی مگر اپنے لگی۔ دوسرے نے کہا کہ شہید نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور پوچھا کہ کیا شہید نہیں ہوا؟ آپ نے فرمایا دو اَجر ملیں گے ایک یہ کہ دشمن پر حملہ کیا اور دوسرا اس لئے کہ اپنے آپ کو محض خدا تعالیٰ کے لیے خطرہ میں ڈالا۔ اس قسم کا ایمان ان لوگوں کا تھا۔ پس جب تک اس قسم کا اخلاص اور استقامت اللہ تعالیٰ کے لیے حاصل نہ ہو کچھ نہیں بنتا۔

میں یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو وہ مقدم کر لیں اور کوئی امر ان کی راہ میں روک نہ ہو۔ وہ اپنے مال و جان کو ہیچ سمجھیں۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں کے کارڈ آتے ہیں۔ کسی تجارت یا اَور کام میں نقصان ہوا یا اَور کسی قسم کا ابتلا آیا تو جھٹ شبہات میں پڑ گئے۔ ایسی حالت میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اصل مطلب اور مقصد سے وہ کس قدر دُور ہیں۔ غور کرو کیا فرق ہے صحابہؓ میں اور ان لوگوں میں۔ صحابہؓ یہ چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کریں خواہ اس راہ میں کیسی ہی سختیاں اور تکلیفیں اُٹھانی پڑیں۔ اگر کوئی مصائب اور مشکلات میں نہ پڑتا اور اسے دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلاتا تھا۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ ان ابتلاؤں کے نیچے خدا تعالیٰ کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است　　　　زیر آں گنج کرم بنہادہ است

قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔ اسے کھول کر دیکھو۔ صحابہؓ کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تھا۔ صحابہؓ جس مقام پر پہنچے تھے اس کو قرآن شریف نے اس طرح پر بیان فرمایا ہے۔ مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (الاحزاب:24) یعنی بعض ان میں سے شہادت پا چکے اور انہوں نے گویا اصل مقصود حاصل کر لیا اور بعض اس انتظار میں ہیں کہ چاہتے ہیں کہ شہادت نصیب ہو۔ صحابہؓ دنیا کی طرف نہیں جھکے کہ عمریں لمبی ہوں اور اس قدر مال و دولت ملے اور یوں بے فکری اور عیش کے سامان ہوں۔ میں جب صحابہؓ کے اس نمونہ کو دیکھتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کمالِ فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپ نے ان کی کایا پلٹ دی اور انہیں بالکل رُو بخدا کر دیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

(ملفوظات جلد چہارم، آغاز مئی ۱۹۰۴ء تا اواخر ۱۹۰۵ء، صفحات ۴۲۳، ۴۲۲)
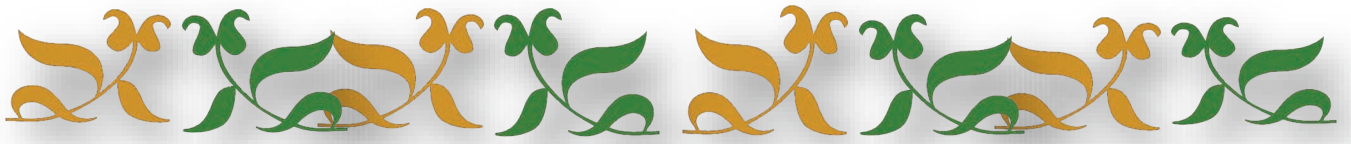
پُر معارف منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

درسِ توحید

وُہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دِل لگاتے ہو
جو کُچھ بُتوں میں پاتے ہو اس میں وُہ کیا نہیں

سُورج پہ غور کر کے نہ پائی وُہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو! بُتوں میں وفا نہیں

اِس جائے پُر عذاب سے کیوں دِل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سرا نہیں
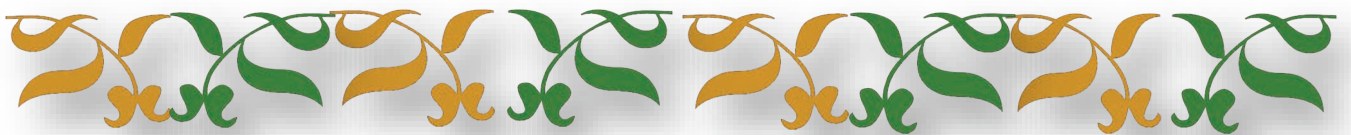
صحابہ رسول ﷺ کے خصائل حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر صحابہ رضوان اللہ علیہم کا مقام بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے روشن ثبوت ہیں۔ اب کوئی شخص ان ثبوتوں کو ضائع کرتا ہے تو وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ضائع کرنا چاہتا ہے۔ پس وہی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی قدر کر سکتا ہے جو صحابہ کرام کی قدر کرتا ہے“۔ فرمایا کہ ”جو صحابہ کرامؓ کی قدر نہیں کرتا وہ ہرگز ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہیں کرتا۔ وہ اس دعوی میں جھوٹا ہے اگر کہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ کیونکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو اور پھر صحابہؓ سے دشمنی“۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 278۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے فرمایا کہ

”صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تھی جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی الگ نہیں ہوئے اور وہ آپ کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے بلکہ دریغ نہیں کیا۔“

فرماتے ہیں کہ

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہو گئے کہ وہ اس کے لئے ہر ایک تکلیف اور مصیبت اٹھانے کو ہر وقت تیار تھے۔“

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 277۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا وہ مقام ہے جو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ جب ہم صحابہؓ کی سیرت کے بارے میں پڑھتے ہیں اور ان کے عملی نمونوں کے بارے میں علم حاصل کرتے ہیں تب ہی ان کا اہم مقام ابھر کر سامنے آتا ہے اور یہ جو مقام ہے یہ ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے کہ ان کی سیرت، ان کا اُسوہ، ان کے کام، ان کی اطاعت، ان کی عبادت کے معیار ہمارے لئے نمونہ ہیں اور ہم ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ اس وقت میں بعض صحابہؓ کے کچھ واقعات بیان کروں گا۔ ایک صحابی ابودجانہ انصاریؓ تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ ہجرت سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ ان کو بھی یہ اعزاز حاصل تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں شامل ہوئے اور انتہائی بہادری کے جوہر دکھائے۔ اسی طرح اُحد کی جنگ میں بھی شمولیت کی انہیں توفیق ملی اور جنگ کا رخ پلٹنے کے بعد، یعنی جب مسلمان پہلے جیت رہے تھے تو پھر رخ پلٹا اور ایک جگہ چھوڑنے کی وجہ سے کافروں نے دوبارہ حملہ کیا اور جنگ کا پانسہ مسلمانوں کے خلاف ہو گیا تو جو صحابہؓ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہ گئے تھے ان میں حضرت ابودجانہؓ بھی شامل تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں یہ انتہائی زخمی بھی ہو گئے تھے لیکن ان زخموں کے باوجود یہ پیچھے نہیں ہٹے۔

(سیر الصحابہ جلد 3 صفحہ 207 حضرت ابودجانہ انصاریؓ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی 2004ء)(الاستیعاب جلد 4 صفحہ 1644 ابودجانہؓ بیروت 1992ء)

یہ واقعہ بھی آپ کے متعلق روایت میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار بلند کر کے ایک موقع پر فرمایا کہ کون ہے جو آج اس تلوار کا حق ادا کرے گا تو حضرت ابو دجانہ انصاریؓ ہی آگے بڑھے تھے اور کہا تھا کہ مَیں اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ اس تلوار کا حق ادا کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ جذبہ دیکھ کر ان کو تلوار دے دی۔ پھر انہوں نے دوبارہ جرأت کر کے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس تلوار کا حق ادا کس طرح ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تلوار کسی مسلمان کا خون نہیں بہائے گی۔ دوسرے اس سے کوئی دشمن کافر بچ کر نہیں جائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضل ابو دجانہؓ ... الخ حدیث 6353) (کنز العمال جلد 4 صفحہ 339 حدیث 10792 مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)

دشمن کافر، وہ کافر جو دشمنی کرنے والے ہیں، جو اسلام کے خلاف جنگ کرنے والے ہیں یہ ان کے خلاف استعمال کرنی ہے۔ آپ یہ تلوار لے کر بڑے فخر سے اور اکڑ کر میدان جہاد میں آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عام حالات میں تو اللہ تعالیٰ کو بڑائی کا اس قسم کا اظہار جو ہے پسند نہیں ہے۔ لیکن آج میدان جنگ میں ابو دجانہ کی اکڑ کر چلنے کی جو ادا ہے یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی ہے۔

(اسد الغابہ جلد 6 صفحہ 93 ابو دجانہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذّاب کے خلاف جنگ کرتے ہوئے آپ نے شہادت پائی۔ انہوں نے بڑی بہادری سے قلعہ کا دروازہ کھولنے کے لئے (وہ قلعہ کے اندر بند ہو گیا تھا اور دروازہ بند کر لیا تھا) ایک تدبیر کی اور اپنے ساتھیوں کو کہا کہ مجھے دیوار سے اندر پھینک دو۔ بڑی اونچی فصیل تھی۔ اس طرح جب ان کو پھینکا گیا تو گرنے سے ان کی ٹانگ بھی ٹوٹ گئی لیکن اس کے باوجود بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور مسلمان اندر داخل ہو گئے۔ حیرت انگیز جرأت اور مردانگی کا اظہار تھا جو انہوں نے کیا۔ لیکن بہر حال اس حالت میں لڑتے ہوئے وہ شہید ہوئے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 551 سماک بن خرشہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

ایک دفعہ بیماری میں اپنے ساتھی کو کہنے لگے کہ شاید میرے دو عمل اللہ تعالیٰ قبول کر لے۔ ایک یہ کہ میں کوئی لغو بات نہیں کرتا۔ غیبت نہیں کرتا۔ لوگوں کے پیچھے ان کی باتیں نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ کسی مسلمان کے لئے میرے دل میں کینہ اور بغض نہیں ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 420 باب ابو دجانہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر حضرت محمد بن مَسْلَمَہ کا ذکر ملتا ہے جو ابتدائی انصاری مسلمانوں میں سے تھے۔ بڑے بہادر اور نڈر انسان تھے۔ اُحد کی جنگ میں محمد بن مسلمہ بھی تھے جو بڑی ثابت قدمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ڈٹے رہے۔ ایک خصوصیت جو ان کو حاصل تھی وہ یہ ہے کہ ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ان کو اپنی تلوار عطا فرماتے ہوئے فرمایا کہ جب تک مشرکین کے ساتھ تمہاری جنگ ہو اس تلوار کے ساتھ ان سے جنگ کرتے رہنا۔ اور جب ایسا زمانہ آئے کہ مسلمان آپس میں لڑنے لگ جائیں تو یہ تلوار توڑ دینا اور اپنے گھر بیٹھ جانا یہاں تک کہ کوئی تم پر حملہ آور ہو یا تمہاری موت آجائے۔

انہوں نے اس نصیحت پر عمل کیا اور یہ عمل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کیا کہ عملاً اس تلوار کو توڑ دیا اور لکڑی کی ایک تلوار بنائی جو میان میں لٹکاتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ اس کا کیا فائدہ ہے؟ فرمانے لگے کہ اس کی حکمت یہ ہے کہ رعب قائم رہے اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی تعمیل بھی میں نے کر لی ہے کہ اب

لوہے کی تلوار نہیں رکھنی اور لکڑی کی تلوار کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بعض صحابہ کہتے تھے کہ اگر کسی پر فتنہ کا اثر نہیں ہوا یعنی وہ فتنہ جب حضرت عثمان کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں شروع ہوا تو اس کا اگر کسی پہ اثر نہیں ہوا تو وہ محمد بن مسلمہ تھے۔ انہوں نے فتنوں سے بچنے کے لئے ویرانے میں ڈیرہ ڈال لیا اور فرماتے تھے کہ جب تک فتنے ٹل نہیں جاتے میرا یہی ارادہ ہے کہ میں ویرانوں میں زندگی گزاروں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 338 تا 340 باب محمد بن مسلمہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے جب جنگ کی تو اس لئے کہ مذہب پر حملہ ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مشرکین جو دین کو ختم کرنے کے لئے حملہ کر رہے ہیں ان سے لڑو۔ جب تک مسلمان اس بات پر قائم رہے ان کی طاقت بھی ایسی رہی کہ وہ غالب آتے رہے۔ اور جب آپس میں لڑائیاں شروع ہوئیں، جب منافقین کی باتوں میں آ کر آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگے تو بیشک حکومتیں تو چلتی رہیں لیکن وحدت نہیں رہی اور آہستہ آہستہ حکومت بھی کمزور ہوتی گئی۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے آپس میں جو اختلافات ہیں ان کی انتہا ہوئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ایک دوسری پیشگوئی تھی وہ بھی پوری ہو چکی ہے کہ اندھیرے زمانے کے بعد جب روشنی کا زمانہ آئے، مسیح موعود کا زمانہ آئے تو مسیح موعود کو مان لینا اور جماعت کے ساتھ منسلک ہو جانا کہ اسی میں برکت ہے۔ لیکن اس آنے والے کو نہ مان کر اب ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان اپنے ہی ملکوں میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں اور اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج غیر مسلم دنیا عملاً مسلمانوں پر حکومت کر رہی ہے۔۔۔۔

(اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۶/مارچ ۲۰۱۸ء)

https://www.alislam.org/urdu/khutba/2018-03-16/

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہنا نہ ان کے کسی اقدام پر تنقید کرنا۔ خدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کرو تو بھی تمہیں اتنا ثواب و اجر نہیں ملے گا جتنا انہیں ایک مد یا اس کے نصف کے برابر خرچ کرنے پر ملا تھا

(ابن ماجہ باب فضل اھل بدر صفحہ ۱۵، حدیقۃ الصالحین صفحہ ۸۱۴)

اسلام کی کھلی تبلیغ کا آغاز

از قلم قمر الانبیاء، حضرت صاحبزادہ مرزابشیر احمد رضی اللہ عنہ

حضرت صاحبزادہ مرزابشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے ابتدائی مکّی دور میں اسلام کی کُھلی تبلیغ کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

یہ ابتدائی زمانہ اسی طرح خاموش اور خفیہ تبلیغ میں گزر رہا تھا اور بعثت نبویؐ پر قریباً تین سال گزر چکے تھے اور اب چوتھا سال شروع تھا کہ الٰہی حکم نازل ہوا کہ

''فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ''

''یعنی اے رسول! جو حکم تجھے دیا گیا ہے وہ کھول کھول کر لوگوں کو سُنا دے۔''

(قرآن شریف سورۃ الحجر:۹۵)

اور اس کے قریب ہی یہ آیت اُتری کہ

وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ۔

''یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہوشیار و بیدار کر۔(قرآن شریف سورۃ الشعراء:۲۱۵)''

جب یہ احکام اُترے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے پُکار کر اور ہر قبیلہ کا نام لے لے کر قریش کو بلایا۔(بخاری قصہ اسلام ابی ذر) جب سب لوگ جمع ہو گئے۔ تو آپؐ نے فرمایا: ''اے قریش! اگر مَیں تم کو یہ خبر دُوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات کو مانو گے؟'' بظاہر یہ ایک بالکل ناقابلِ قبول بات تھی مگر سب نے کہا۔''ہاں ہم ضرور مانیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ صادق القول پایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا''تو پھر سنو! مَیں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے عذاب کا لشکر تمہارے قریب پہنچ چکا ہے۔ خدا پر ایمان لاؤ تا اس عذاب سے بچ جاؤ۔'' جب قریش نے یہ الفاظ سُنے تو کھل کھلا کر ہنس پڑے اور آپؐ کے چچا ابولہب نے آپؐ سے مخاطب ہو کر کہا۔''تَبًّا لَکَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا۔ محمد تُو ہلاک ہو۔ کیا اس غرض سے تُو نے ہم کو جمع کیا تھا؟'' پھر سب لوگ ہنسی مذاق کرتے ہوئے منتشر ہو گئے''۔

(طبری وخمیس)

اقرباء کی دعوت انہی دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ ایک دعوت کا انتظام کرو اور اس میں بنو عبد المطلب کو بلاؤ تاکہ اس ذریعہ سے اُن تک پیغامِ حق پہنچایا جاوے؛ چنانچہ حضرت علیؓ نے دعوت کا انتظام کیا اور آپؐ نے اپنے سب قریبی رشتہ داروں کو جو اس وقت کم و بیش چالیس نفوس تھے اس دعوت میں بُلایا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو آپؐ نے کچھ تقریر شروع کرنی چاہی مگر بدبخت ابولہب نے کچھ ایسی بات کہہ دی جس سے سب لوگ منتشر ہو گئے۔ اس پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ''یہ موقع تو جاتا رہا اب پھر دعوت کا انتظام کرو۔'' چنانچہ آپؐ کے رشتہ دار پھر جمع ہوئے اور آپؐ نے انہیں یوں مخاطب کیا کہ ''اے بنو عبد المطلب! دیکھو مَیں تمہاری طرف وہ بات لے کر آیا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اچھی بات کوئی شخص اپنے قبیلہ کی طرف نہیں لایا۔ میں تمہیں خُدا کی طرف بُلاتا ہوں۔ اگر تم میری بات مانو تو تم دین و دُنیا کی بہترین نعمتوں کے وارث بنو گے۔ اب بتاؤ اس کام میں میرا کون مددگار ہو گا؟'' سب خاموش تھے اور ہر طرف مجلس میں ایک سنّاٹا تھا کہ یکلخت ایک طرف سے ایک تیرہ سال کا دُبلا پتلا بچہ جس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا اُٹھا اور یوں گویا ہوا۔ ''گو مَیں سب میں کمزور ہوں اور سب میں چھوٹا ہوں مگر مَیں آپؐ کا ساتھ دوں گا'' یہ حضرت علیؓ کی آواز تھی۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

علیؓ کے یہ الفاظ سنے تو اپنے رشتہ داروں کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ''اگر تم جانو تو اس بچے کی بات سنو اور اسے مانو۔'' حاضرین نے یہ نظارہ دیکھا تو بجائے عبرت حاصل کرنے کے سب کھل کھلا کر ہنس پڑے اور ابو لہب اپنے بڑے بھائی ابو طالب سے کہنے لگا ''لو اَب محمد تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم اپنے بیٹے کی پیروی اختیار کرو۔'' اور پھر یہ لوگ اسلام اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی کمزوری پر ہنسی اُڑاتے ہوئے رُخصت ہو گئے۔'' (طبری)

دارِ ارقم میں پہلا تبلیغی مرکز

غالباً انہی ایّام میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مکّہ میں ایک تبلیغی مرکز قائم کیا جاوے۔ جہاں مُسلمان نماز وغیرہ کے لیے بے روک ٹوک جمع ہو سکیں اور امن و اطمینان اور خاموشی کے ساتھ باقاعدہ اسلام کی تبلیغ کی جاسکے۔ اس غرض کے لیے ایک ایسے مکان کی ضرورت تھی جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو۔ چنانچہ آپؐ نے ایک نو مسلم ارقم بن ابی ارقم کا مکان پسند فرمایا۔ جو کوہِ صفا کے دامن میں واقع تھا۔ اس کے بعد تمام مسلمان یہیں جمع ہوتے۔ یہیں نماز پڑھتے۔ یہیں متلاشیانِ حق آتے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم ان کو اسلام کی تبلیغ فرماتے۔ اسی وجہ سے یہ مکان تاریخ میں خاص شہرت رکھتا ہے اور 'دار الاسلام' کے نام سے مشہور ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے قریباً تین سال تک دارِ ارقم میں کام کیا۔ یعنی بعثت کے چوتھے سال آپؐ نے اسے اپنا مرکز بنایا اور چھٹے سال کے آخر تک آپؐ نے اُس میں اپنا کام کیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ دار ارقم میں اسلام لانے والوں میں آخری شخص حضرت عمرؓ تھے جن کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بہت تقویت پہنچی اور وہ دارِ ارقم سے نکل کر برملا تبلیغ کرنے لگ گئے۔

(زرقانی و خمیس)

دارِ ارقم میں جو اشخاص ایمان لائے وہ بھی سابقین میں شمار ہوتے ہیں۔ اُن میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں۔ اوّل مصعبؓ بن عمیر جو بنو عبد الدار میں سے تھے اور بہت شکیل اور حسین تھے اور اپنے خاندان میں نہایت عزیز و محبوب سمجھے جاتے تھے یہ وہی نوجوان بزرگ ہیں جو ہجرت سے قبل یثرب میں پہلے اسلامی مبلّغ بنا کر بھیجے گئے اور جن کے ذریعہ مدینہ میں اسلام پھیلا۔ پھر زیدؓ بن الخطاب تھے جو حضرت عمرؓ کے بڑے بھائی تھے۔ یہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ حضرت عمرؓ کو ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا چنانچہ جب اُن کے عہدِ خلافت میں کسی شخص نے اُن کے سامنے اپنے بھائی کا مرثیہ پڑھا، تو اُنہوں نے فرمایا کہ ''اگر مَیں ایسے شعر کہہ سکتا تو مَیں بھی اپنے بھائی کا ایسا مرثیہ کہتا۔'' اُس شخص نے جواب دیا۔ ''اے امیر المؤمنین! جس قسم کی مبارک موت آپ کے بھائی کو نصیب ہوئی ہے وہ اگر میرے بھائی کو نصیب ہوتی تو مَیں کبھی بھی اُس کا نوحہ نہ کرتا اور مرثیہ نہ کہتا۔'' حضرت عمرؓ کی طبیعت بڑی نکتہ شناس تھی۔ فرمایا۔ خُدا کی قسم جس طرح آج تم نے اس قول سے مجھے تسلی دی ہے ایسی کبھی کسی نے نہیں دی اور اس کے بعد پھر کبھی اپنے بھائی کی وفات پر اس طرح غم کا اظہار نہیں کیا۔ (اسد الغابہ)

پھر اس زمانہ میں ایمان لانے والوں میں سے ایک عبد اللہ ابن امِّ مکتومؓ تھے جو نابینا تھے اور حضرت خدیجہؓ کے عزیزوں میں سے تھے۔ اُن کے متعلق ایک دلچسپ روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن مغیرہ کو جو قریش کا ایک بہت معزز رئیس تھا نہایت شوق اور سرگرمی سے تبلیغ فرما رہے تھے ابن امّ مکتومؓ جلدی جلدی آئے اور کسی دینی مسئلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دریافت کرنا چاہا لیکن اپنے شوق میں انہوں

نے یہ خیال نہ کیا کہ یہاں کن لوگوں کا مجمع ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس کام میں مصروف ہیں اور آدابِ مجلس رسول کے ماتحت ان کو ایسے حالات میں کیا کرنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موقع کے لحاظ سے اُن کا یہ فعل پسند نہ آیا اور آپؐ کے چہرہ پر ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہوئے مگر آپؐ کے اخلاق کریمانہ کا یہ تقاضا تھا کہ آپؐ نے اُن کو زبان سے کچھ نہیں فرمایا بلکہ صرف آپؐ نے یہ کیا کہ اُن کی طرف سے بے التفاتی کر کے ولید سے اپنی بات جاری رکھی۔ عبد اللہ ابن امّ مکتوم کو اپنی غلطی کی طرف تو خیال نہیں گیا مگر آپؐ کی اس بے التفاتی پر ملال ہوا اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ چونکہ ولید ایک بڑا آدمی ہے اس لیے آپؐ نے شاید اس کے مقابلہ میں مجھ غریب کی پرواہ نہیں کی۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد تھا کیونکہ اس وقت غریب امیر کا کوئی سوال نہ تھا بلکہ آپؐ ایک ایسے شخص کو تبلیغ فرمانے میں مصروف تھے جس کو ان باتوں کے سننے کا بہت کم موقع ملتا تھا اور ابن امّ مکتوم کے لیے یہ موقع ہر وقت میسّر تھا اس لیے آپؐ نے اس موقع کو ہاتھ سے دینا پسند نہ فرمایا اور ابن امّ مکتوم کے قطع کلام کو بُرا مانا جو حقیقت میں تھا بھی آدابِ مجلس کے خلاف۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کا یہ عالم تھا کہ جب آپؐ کو ابن امّ مکتوم کے دلی ملال پر اطلاع ہوئی اور ایک قرآنی وحی بھی اس بارے میں نازل ہوئی تو آپؐ نے اُن کی بڑی دلداری کی اور عرب کے طریق کے مطابق اپنی چادر مبارک بچھا کر اس پر ان کو بٹھایا۔ (قرآن شریف سورۃ عبس: ۲ و تفسیر ابن جریر سورۃ مذکور و اسد الغابہ)

پھر اس زمانہ میں مسلمان ہونے والوں میں ایک جعفر بن ابی طالب تھے جو حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی عزیز تھے۔ جعفرؓ کے متعلق مؤرخین لکھتے ہیں کہ خَلق اور خُلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ملتے تھے۔ پھر عمارؓ بن یاسر تھے جو قبیلہ مذحج سے تھے اور اپنے باپ یاسرؓ اور والدہ سمیّہ کے ساتھ مکّہ میں رہتے تھے۔ پھر صہیبؓ بن سنان تھے جو عام طور پر صہیبؓ رومی کے نام سے مشہور ہیں مگر دراصل وہ رُومی نہ تھے بلکہ کسی زمانہ میں جبکہ ان کا باپ ایرانی حکومت کی طرف سے کسی جگہ کا عامل تھا رومیوں کے ہاتھ قید ہو کر غلام بنا لیے گئے تھے اور پھر کچھ مدت تک اُن میں بطور غلام مقیم رہے بالآخر عبد اللہ بن جدعان قرشی نے جو مکّہ کا ایک رئیس تھا انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ صہیبؓ جب مسلمان ہوئے تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے نیک فال کے طور پر فرمایا کہ یہ ہمارا پہلا رومی پھل ہے۔ صہیبؓ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے اتنے دلدادہ تھے کہ جب یہ آنحضرت ﷺ کے بعد مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو قریش نے ان کو روکا کہ تو ہمارے اندر ایک غریب غلام کی حیثیت میں آیا تھا اور اب تو ہم میں رہ کر امیر ہو گیا ہے اس لیے ہم تجھے نہیں جانے دیتے۔ انہوں نے کہا۔ تم میری ساری دولت لے لو اور مجھے جانے دو۔ اس شرط پر قریش نے انہیں جانے دیا۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپؐ نے خوشی کے ساتھ فرمایا کہ:

''صہیبؓ نے بہت نفع والی تجارت کی ہے۔'' جب حضرت عمرؓ اپنے عہد خلافت میں مہلک طور پر زخمی ہوئے تو انہوں نے اپنی جگہ صہیبؓ کو ہی جو اس وقت پاس موجود تھے امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا جنازہ بھی صہیبؓ نے پڑھا تھا۔ ابو موسیٰؓ اشعری بھی غالباً اُسی زمانہ میں یا اس کے قریب مسلمان ہوئے تھے۔ ابو موسیٰؓ یمن کے رہنے والے تھے اور نہایت خوش الحان تھے۔ حتّٰی کہ آنحضرت ﷺ نے اُن کے متعلق ایک دفعہ فرمایا کہ ''ابو موسیٰ کو تو لحن داؤدی سے حصہ ملا ہے۔'' یہ وہی ابو موسیٰ ہیں جو حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کے درمیان ثالث مقرر ہوئے تھے۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحات ۱۴۵ تا ۱۴۹)

جماعت احمدیہ امریکہ کے 71 ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام

9ہزار سے زائد افراد کی شمولیت۔ روحانی ماحول میں علمی تقاریر اور جماعت احمدیہ کی خدمات پر غیروں کا خراج تحسین۔

25ہزار سے زائد افراد نے آن لائن رواں نشریات کے ذریعہ جلسہ دیکھا۔

سید شمشاد احمد ناصر، ڈیٹرائٹ امریکہ۔ نائب افسر جلسہ گاہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے کہ جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

جلسہ سالانہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام نے مزید فرمایا:

"اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تا بلا دقّت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 303)

ان حوالہ جات سے لکھنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ کی اہمیت کا اندازہ بھی ہو جائے اور اگلے جلسوں کی تیاری بھی ابھی سے شروع کر دیں تاکہ انہیں جلسہ کی برکات سے کسی قسم کی محرومی کا احساس نہ ہو۔

خداتعالیٰ کے فضل سے احباب کو جلسوں میں شامل ہونے کی جسے پنجابی میں چَس کہتے ہیں پڑ گئی ہے۔ کیونکہ جو لوگ شامل ہوتے ہیں انہیں یہ احساس ہو جاتا ہے کہ جلسوں میں شامل ہو کر کس قدر احباب سے ملاقات کے علاوہ روحانی اور علمی ماحول میسر آتا ہے۔ جس سے ان کے ایمانوں میں پختگی اور تازگی پیدا ہوتی ہے۔ ایک دوست نے بتایا کہ جلسے سے پہلے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ شاید نہ جایا جا سکے لیکن جلسے کے دن جوں جوں قریب آتے ہیں نہ شامل ہونے کا احساس بھی بڑھتا ہے اور پھر خداتعالیٰ شامل ہونے کا انتظام بھی کر دیتا ہے۔ ان کے کہنے کا مطلب تھا کہ جلسہ میں شامل ہونا خداتعالیٰ کے فضل پر اور نیت پر موقوف ہے جس کا خدا ہمیشہ بندوبست کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے امریکہ کا 71 واں جلسہ سالانہ مورخہ 12 تا14 جولائی 2019ء (جمعہ، ہفتہ، اتوار) ہیرس برگ کے فارم شو کمپلیکس میں منعقد ہوا۔ مکرم محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت امریکہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے درج ذیل افسران کی منظوری حاصل کی۔

1۔ افسر صاحب جلسہ سالانہ مکرم بشیر احمد ملک صاحب ورجینیا

2۔ افسر صاحب جلسہ گاہ، مکرم مرزا نصیر احسان احمد صاحب پٹس برگ پنسلوینیا

3۔ افسر صاحب خدمت خلق مکرم ڈاکٹر مدیل عبداللہ صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو ایس اے)

ہیرس برگ کے اس کمپلیکس میں بہت بڑے بڑے وسیع و عریض ہال ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی ضروریات کو احسن رنگ میں پورا کرتے ہیں۔ مردوں اور خواتین کے لئے الگ الگ جلسہ گاہ کے علاوہ اس کمپلیکس میں کئی جماعتی بوتھ اور سٹالز بھی لگتے ہیں۔

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی ڈائننگ ایریا بہت اچھے اور عمدہ طریق پر میز کرسیوں سے اور معذور احباب کے لئے الگ بیٹھنے کے انتظام کے ساتھ ساتھ یہ حصہ تربیتی و اخلاقی امور پر مشتمل بینرز سے بھی سجایا گیا تھا جس میں نمازوں، ذکر الٰہی، درود و استغفار اور کھانے کے آداب و معاشرتی آداب پر مشتمل قرآن و حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کے اقوال وارشادات آویزاں تھے۔ خواتین نے بھی اپنے حصہ کو مختلف بینرز سے سجایا ہوا تھا اور سٹالز بھی لگائے ہوئے تھے۔ امسال جلسہ کا مرکزی موضوع اللہ تعالیٰ کی صفت الولی تھا اس لحاظ سے کئی بینرز اس موضوع سے متعلق بھی لگائے گئے تھے۔

جلسہ کے انتظامات تو کافی عرصہ پہلے سے ہی شروع ہو جاتے ہیں خاص طور پر جگہ کے حصول، لنگر خانہ کی ضروریات، اشیاء کی خرید وغیرہ تاہم جلسہ کے 3 یا 4 ماہ قبل کاموں میں تیزی آجاتی ہے۔ جلسہ گاہ مسجد بیت الرحمان میری لینڈ (ہیڈ کوارٹر جماعت یو ایس اے) سے 2 گھنٹہ کی مسافت پر ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کارکنان جلسہ بہت محنت سے وہاں جاکر کام کرتے ہیں۔ سلور سپرنگ کی جماعتیں اور لوکل جماعت ہیرس برگ کے ممبران، افسران جلسہ، نائب افسران اور ناظمین اپنے اپنے ورکرز کے ساتھ کام میں دن رات لگے ہوتے ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

نماز تہجد اور درس

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے ایام میں باقاعدہ نماز تہجد باجماعت اور قرآن و حدیث کے درس کا بھی انتظام رہا۔ صرف جلسہ گاہ ہی میں نہیں بلکہ تمام رہائش گاہوں (ہوٹلوں میں جہاں پر احمدی احباب ٹھہرے ہوئے تھے) پر بھی نماز تہجد باجماعت اور نماز فجر نیز درس کا انتظام تھا۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ

جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے ہیرس برگ کا کمپلیکس شو فارم منگل کے دن (بتاریخ 9 جولائی مل گیا تھا) چنانچہ ارد گرد کی جماعتوں سے خدام، انصار، اطفال، ناصرات اور خواتین نے وہاں پہنچ کر انتظامات کرنے شروع کر دیئے تھے۔ محترم امیر صاحب امریکہ نے 11 جولائی 2019ء جمعرات شام کو انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ آپ قریباً ہر شعبہ میں تشریف لے گئے۔ سب ناظمین سے اور ورکرز سے معلومات بھی لیں اور موقعہ پر ہدایات بھی دیں۔ آپ کے ساتھ افسر صاحب جلسہ سالانہ، افسر صاحب جلسہ گاہ اور افسر خدمت خلق بھی تھے۔

معائنہ انتظامات کے بعد سب ورکرز جلسہ گاہ مردانہ اور جلسہ گاہ زنانہ میں اکٹھے ہوئے اور تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم امیر جماعت امریکہ ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب نے مختصراً خطاب کیا۔ آپ نے سب والنٹیئرز کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ آپ سب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کو بھی مسکراتے چہروں کے ساتھ خوش آمدید کہیں اور ہر ایک کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ مہمان نوازی کے بلند معیار قائم کریں جس طرح کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کیے ہیں اور ہدایات دی ہیں کہ ہر وہ شخص جو جلسہ پر آرہا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص مہمان ہے۔ لنگر خانے کے منتظمین کو خاص ہدایت فرمائی کہ کسی صورت میں بھی کھانا کم نہ پڑے۔ ہر ایک کی بلاامتیاز خدمت کی جائے۔

آپ نے مزید کہا کہ دعاؤں پر خاص زور دیں اور بعد میں اجتماعی دعا کرائی اور سب کارکنان نے محترم امیر صاحب کے ساتھ اور مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

جلسہ سالانہ کا پہلا دن

جمعۃ المبارک کا روز تھا چنانچہ حضور انور کا خطبہ جمعہ صبح 8 بجے MTA پر نشر ہوا جسے احباب نے سنا لیکن دوپہر کو پھر اس کی ریکارڈنگ جلسہ گاہ میں لگائی گئی تا وہ احباب بھی حضور انور کے خطبہ جمعہ سے مستفیض ہو جائیں جو سفر کی وجہ سے نہ سن سکے تھے۔ سہ پہر ٹھیک چار بج کر دس

منٹ پر محترم مرزا مغفور احمد صاحب امیر صاحب جماعت امریکہ نے کمپلیکس کے باہر انٹرنس پر لوائے احمدیت لہرایا۔ محترم مشنری انچارج مولانا اظہر حنیف صاحب نے امریکہ کا جھنڈا لہرایا۔ پنسلوینیا سٹیٹ کا جھنڈا صدر جماعت ہیرس برگ مکرم ڈاکٹر مبشر ممتاز صاحب نے لہرایا۔

پہلا سیشن

جلسہ کا پہلا سیشن ٹھیک ساڑھے 4 بجے محترم امیر صاحب کی زیر صدارت مکرم حافظ مبارک احمد صاحب نائیجیرین کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ محترم جنید لطیف صاحب نے آیات قرآنیہ کا ترجمہ انگریزی میں پیش کیا۔ مکرم خالد منہاس صاحب نے نظم حضرت اقدس مسیح موعودؑ خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ جس کا ترجمہ برادر عبد اللطیف بینٹ (Benett) نے پیش کیا۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب امریکہ محترم مرزا مغفور احمد صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ جماعت احمدیہ امریکہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ ہمارے جلسہ کے لئے پیغام بھجوائیں۔ حضور انور نے اس موقعہ پر اپنا پیغام بھجوایا ہے۔ یہ ایک بڑی ذمہ داری ہے کہ جب آپ سے نصیحت اور پیغام کے لئے کہا جائے تو اس پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ اس لئے اس پیغام کو ہر لحاظ سے غور سے سنیں اور پھر اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش بھی کریں۔ ورنہ یہ گستاخی ہو گی کہ پیغام کی درخواست کر کے پھر اس پر عمل نہ کیا جائے۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے حضور انور کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ حضور کا پیغام جلسہ کی تمام سکرین پر حضور کی تصویر کے ساتھ Display بھی ہوتا رہا۔

پیغام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پیارے احباب جماعت احمدیہ یو۔ایس۔اے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو ایک اور جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ جیسا کہ آپ میں سے اکثریت جانتی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے انعقاد کے جو مقاصد بیان فرمائے تھے کہ ان میں ایک یہ تھا کہ اپنی دینی اور روحانی ترقی کے لئے ایک جگہ جمع ہوں۔ جلسہ میں علمی اور روحانی امور بیان کئے جائیں تاکہ ان پر عمل کر کے خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول اور روحانیت میں بڑھنے کی کوشش ہو۔

اسی طرح جلسے کے مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آپس میں اخوت و محبت اور بھائی چارے اور ایک دوسرے سے ہمدردی کو فروغ دیا جائے اور پہلے سے بڑھ کر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ پس یہ باتیں ہمیشہ یاد رکھیں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد تھا کہ خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کرتے ہوئے روحانیت میں ترقی کرنی ہے اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ایک دوسرے کے بھی حقوق ادا کرنے ہیں۔ آپس کے تعلقات میں بہتری، محبت و پیار اور ایکدوسرے سے حسنِ سلوک کرنا ہے۔ اس سے آپ کے کاموں میں برکت پڑے گی۔ اور یہ چیزیں جہاں آپ کی اپنی تربیت اور حالتوں کو درست کرنے والی ہوں گی وہاں اس سے تبلیغ کے کام میں بھی برکت پڑے گی اور آپ کا پیغام احسن رنگ میں دوسروں تک پہنچے گا۔

ایک بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ خواہ تبلیغی پروگراموں کے لئے کوشش اور منصوبہ بندی ہو یا تربیتی پروگراموں کے لئے ہو، یا اپنی حالتوں کو درست کرنے کے لئے کوشش ہو۔ آپ کی یہ سب کوششیں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتیں جب تک آپ کے دل میں خشیت اللہ، خدا کا خوف پیدا نہ ہو۔ جب یہ پیدا ہو گا تو پھر آپ دیکھیں گے کہ کس طرح آپ کے کاموں اور آپ کی کوششوں میں برکت پڑتی ہے۔

آپ کا ہر کام ذاتی مفاد سے ہٹ کر ہونا چاہئے۔ عہدیداران کو چاہئے کہ وہ خدمت دین کو فضل الٰہی سمجھتے ہوئے اپنے فرائض سرانجام دیں۔

اس سال جماعتی انتخابات میں بعض نئے اور پرانے منتخب عہدیداران کو خدمت کا موقع عطا ہو رہا ہے۔ اب آپ کا فرض ہے کہ پہلے سے بڑھ کر خدمتِ دین کی طرف توجہ ہو۔ آپ نے سب کو ساتھ لے کر

آگے بڑھنا ہے۔ اسی طرح افرادِ جماعت کو بھی چاہئے کہ ہر قسم کے ذاتی مفاد سے بالا ہو کر خالصۃً للہ جماعتی نظام کی اطاعت کرتے ہوئے کام کریں۔

جب عہدیداران اور افرادِ جماعت کا آپس میں تعلق اور تعاون بڑھے گا تو آپ کے کاموں میں برکت ہوگی اور آپ عملی طور پر خلافت سے وابستگی کا صحیح رنگ میں اظہار کرنے والے ہوں گے اور اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے بن سکیں گے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر آپ کی باتیں محض منہ کی باتیں ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں جو ہمیں خلافت کی نعمت عطا کرتے ہوئے خلافت سے وابستہ فرمایا ہے اس کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عہدیدار اور افرادِ جماعت آپس میں محبت، پیار سے پیش آنے والے ہوں اور ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے جماعت کی ترقی کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ جب آپ سب مل کر کوشش کریں گے تو آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے اور اپنی بیعت کا صحیح رنگ میں حق ادا کر رہے ہوں گے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اس زمانہ کا امام بنا کر بھیجا تھا۔ اگر ہم صدقِ دل سے آپ علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں گے اور آپ علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے بنیں گے تو تبھی ہم آنحضرت ﷺ کی کامل اطاعت کا حق ادا کر رہے ہوں گے اور آپ ﷺ کے حکموں پر عمل کرنے کا حق ادا کر رہے ہوں گے۔

خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(حضرت) مرزا مسرور احمد (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

خلیفۃ المسیح الخامس

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس پیغام کے بعد دعا ہوئی جو محترم امیر صاحب نے کرائی اور پھر جلسہ کی بقیہ کارروائی ہوئی۔

پہلی تقریر برادر عمر شہید صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان "الولی" اللہ تعالیٰ کی صفت تھا۔ آپ نے قرآنی آیات اور احادیث نبویہ ﷺ نیز حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں اس صفت کے معانی اور مفہوم بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت کے ذریعہ اعلان کرتا ہے کہ اس کی حفاظت میں آؤ اس کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم مولانا رضوان خان صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "اللہ تعالیٰ کے محبین و مقربین کی خصوصیات"۔ تیسری اور آخری تقریر مکرم ڈاکٹر سید وسیم احمد صاحب کی تھی عنوان تھا: "دسویں شرط بیعت کی روشنی میں خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنا" اعلانات کے بعد یہ سیشن اپنے اختتام کو پہنچا۔

ہفتہ 13 جولائی پہلا سیشن

مکرم ڈاکٹر مسعود ملک صاحب نائب امیر امریکہ کی زیر صدارت یہ سیشن مکرم حافظ احسان شوکت صاحب کی تلاوت سے شروع ہوا۔ ترجمہ محترم خیر البریہ صاحب نے پیش کیا۔ نظم مکرم کلیم بھٹی صاحب نے پیش کی اور اس کا ترجمہ مکرم عبد الرحیم لطیف صاحب نے کیا۔

پہلی تقریر مکرم حارث راجہ صاحب نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا: "دیار مغرب میں بقاء مومن، وابستگی ایمان سے ہے۔" آپ نے اپنی تقریر میں ان پاک طینت احباب کا ذکر کیا جنہوں نے اسلام واحمدیت کی خاطر ہر قربانی دی اور اپنی زندگیوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔

دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ عثمان لطیف صاحب نے کی "ہمارا خدا ایک ہے"۔ مکرم عثمان لطیف صاحب نے احباب کے سامنے حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید اور دیگر بزرگوں کے واقعات پیش کئے کہ جنہوں نے خدا کو ہی ہر لحاظ سے مقدم جانا اور اس راہ میں جان کی بھی پرواہ نہ کی۔

تیسری تقریر مکرم عبد الحئی داؤد باجوہ تھامس صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا: "معاشرہ میں غیر اخلاقی رجحان سے کس طرح محفوظ رہا جائے"۔

چوتھی تقریر مکرم مولانا محمود کوثر صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "وقف زندگی کی اہمیت"۔ آخر پر مکرم منعم نعیم صاحب

نے ہیومینٹی فرسٹ میں جانفشانی اور محنت سے کام کرنے والوں میں ایوارڈ کا اعلان کیا جو مکرم ملک مسعود صاحب نائب امیر نے دیئے۔ ان کے نام یہ ہیں: مکرم مسرور ساجد صاحب، مکرم طاہر قمر صاحب، مکرم حامد ملک صاحب، مکرم مظفر قریشی صاحب اور مکرم علی عبداللہ ہلمی صاحب۔

ہفتہ 13 جولائی دوسرا سیشن

کھانے اور نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد ٹھیک 3 بجکر 45 منٹ پر یہ سیشن مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر امریکہ کی زیر صدارت مکرم عدنان ملک صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم طارق شریف صاحب کے ترجمہ پیش کرنے سے شروع ہوا۔ مکرم زبیر عبیداللہ صاحب نے نظم اور اس کا ترجمہ مکرم مصطفیٰ صادق اسد صاحب نے پیش کیا۔ یہ سیشن خالصۃً امریکی مہمانوں کے لئے ہوتا ہے۔ پہلی تقریر مکرم مجیب اعجاز صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "خدمت انسانیت۔ اسلام کی بنیادی تعلیم"۔ آپ نے تفصیل کے ساتھ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالہ اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے کرام کے واقعات سے اپنی تقریر کو مزین کیا اور اس اہم فریضہ کی طرف سے توجہ بھی دلائی نیز احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے ذریعہ جو جو پراجیکٹ اس وقت خدمت انسانیت کے جماعتی طور پر چل رہے ہیں ان کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔

اس کے بعد مکرم امجد محمود صاحب نے (جو امریکہ امور خارجیہ کے سیکرٹری ہیں) نے ان مہمانوں کا تعارف کروایا جو سٹیج پر موجود تھے۔ ان سب نے مختصراً اپنے خطاب میں جماعت کی کارکردگی اور جماعتی خدمات کو سراہا۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

1. Mr. KURT J. WERTHMULLER, POLICY ANALYST, U.S. COMMISSION ON INTERNATIONAL RELIGIOUS FREEDOM
2. REP. ANDREW LEWIS, MEMBER, PENNSYLVANIAHOUSE OF REPRESENTATIVES
3. SUE HENDERSON, VICE PRESIDENT OF U.S. OPERATIONS, HABITAT FOR HUMANITY
4. BLAKE STRAYHORN PRESIDENT/ EXECUTIVE DIRECTOR, HABITAT FOR HUMANITY DURHAM, NC
5. NORMA TORRES, U.S. CONGRESSWOMAN (D-CA)
6. HONORABLE NEFTALY ALDANA HERRERA, JUDGE, CONSTITUTIONAL COURT OF GUATEMALA
7. HIS EXCELLENCY SIDIQUE ABOU-BAKARR WAI, AMBASSADOR OF SIERRA LEONE TO THE UNITED STATES
8. RUSHAN ABBAS, EXECUTIVE DIRECTOR, CAMPAIGN FOR UYGHURS

اس سیشن کے شروع ہونے سے قبل ان سب مہانوں کی خدمت میں محترم امیر صاحب امریکہ کے ساتھ ظہرانہ بھی پیش کیا گیا۔ انہیں جماعتی لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔

معزز مہمانوں کے خطاب کے بعد مکرم رشید رینو صاحب (Rasheed Reno) نے Compassion in a Time of Crisis کے عنوان پر تقریر کی۔ اعلانات پر یہ سیشن ختم ہوا اس کے بعد سب مہمانوں کو ڈنر پیش کیا گیا۔ ڈنر کے موقع پر بھی مکرم ڈاکٹر سید وسیم احمد صاحب نے ان سب کے ساتھ نیز زیر تبلیغ احباب کے ساتھ ایک تبلیغی نشست کا بھی انتظام کیا ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب مہمان جماعت احمدیہ کی مہمان نوازی، حسن انتظام اور تعلیمات سے متاثر ہو کر گئے اور اپنے ریمارکس میں جماعت کے اس ماٹو کو بہت سراہا کہ "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"۔

اس دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر تین تبلیغی سیشن ہوئے۔ الحمدللہ

جلسہ سالانہ کا اختتامی اجلاس 14 جولائی اتوار

14 جولائی 2019ء بروز اتوار جلسہ سالانہ کا آخری سیشن ٹھیک دس بجے مکرم امیر صاحب امریکہ ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب کی زیر

صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مولانا سلمان طارق صاحب نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ مکرم جلال الدین لطیف صاحب نے پیش کیا۔ نظم مکرم بلال راجہ صاحب نے پڑھی۔ انگریزی ترجمہ مکرم بشیر اسد صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد ایوارڈ تقسیم ہوئے۔ مکرم عاصم انصاری صاحب نے طاہر اکیڈیمی کا ایوارڈ لینے والوں کے ناموں کا اعلان کیا۔ تعلیمی ایوارڈز کے ناموں کا اعلان مکرم مسرور ساجد صاحب نے کیا۔ اسی طرح مجلس انصاراللہ کے لئے مکرم مجیب چوہدری صاحب، مجلس خدام الاحمدیہ کے لئے مکرم احمد باجوہ صاحب اور مجلس اطفال الاحمدیہ کے لئے مکرم انتصار ملہی صاحب نے اعلان کیا۔ محترم مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت امریکہ نے سب کو ایوارڈ دیئے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز سب کو مبارک فرمائے۔ آمین

اس سیشن کی پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر بلال رانا صاحب، سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا: ”اوائل عمری میں شادی“ آپ نے معاشرہ کی موجودہ برائیوں کا ذکر کر کے والدین کو اپنے بچوں کی جلد شادی کی تحریک کی اور اس کے فوائد بیان کئے۔ شادی میں بلاوجہ تاخیر کرنے سے بچوں کے اخلاق پر بھی اثر پڑ سکتا ہے۔ آپ نے نہایت مؤثر انداز میں ان تمام مسائل کا حل بھی پیش کیا جو اس وقت سوسائٹی میں ذہنوں کو متاثر کر رہے ہیں۔

دوسری تقریر مکرم برادر نصراللہ احمد صاحب ملواکی کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا: ”نسلی تعصب کی بڑھتی ہوئی وبا اور اس کے بچنے کی اسلامی تعلیم“۔ آپ نے سورۃ الحجرات کی آیت اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ...... کے معانی بیان کیے اور آنحضرت ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع کی روشنی میں، نیز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات بھی سنائیں۔

مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب نے صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے بارے میں جنگ احد میں ان کی جانثاری، فدائیت کے واقعات کی روشنی میں احباب کو عمل کی طرف توجہ دلائی۔

مکرم مولانا اظہر حنیف مشنری انچارج اور نائب امیر امریکہ نے ”ذکر حبیب“ کے عنوان سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت کے واقعات بیان کئے۔

مکرم محترم امیر صاحب امریکہ مرزا مغفور احمد صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا:

آپ نے سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات اور سورۃ الجمعہ کی ابتدائی آیات پڑھ کر ان آیات کے مضمون کی روشنی میں جماعت کو عبادات، مالی قربانی، اخلاص اور عملی حالتوں کو سدھارنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

محترم امیر صاحب نے نظام وصیت میں شمولیت کے بارے میں بھی احباب جماعت کو دردِ دل کے ساتھ توجہ دلائی کہ ابھی ہم اس میں بہت پیچھے ہیں جبکہ 2008ء تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 50 فی صد کمانے والے احباب کو نظام وصیت میں شامل ہونے کا ہدف دیا تھا۔ خواتین میں حجاب اور پھر طلاق کے مسئلہ کو بھی آپ نے وضاحت کے ساتھ بیان کیا کہ معمولی معمولی باتوں پر بعض اوقات لوگ طلاق دے دیتے ہیں برداشت کا مادہ کم ہوتا جارہا ہے۔ والدین کی دخل اندازی بھی اس کی وجہ بن رہی ہے۔ والدین اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر رہے۔ اس لئے والدین کو ذمہ داری کے ساتھ ساتھ بچوں کو خدا تعالیٰ کے ساتھ، خلافت کے ساتھ اور جماعت کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

آپ نے فرمایا کہ اگر ہم اب بیدار نہ ہوں گے تو پھر خسارے میں جائیں گے یہ نہیں کہ احمدیت کامیاب نہ ہوگی، احمدیت کامیاب ہوگی اور ضرور ہوگی لیکن پھر ہم وہاں نہ ہوں گے۔ محترم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کے جلسہ سالانہ 25 دسمبر 1897ء سے کچھ اقتباسات بھی پڑھ کر سنائے جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

”ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلہ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے۔ تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رُوبہ دنیا تھے، ان تمام آفات سے نجات پاویں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے، ویسا ہی قہار اور منتقم بھی ہے۔ ایک جماعت کو دیکھتا ہے کہ ان کا دعویٰ اور لاف و گزاف تو بہت کچھ ہے اور ان کی عملی حالت ایسی نہیں تو اس کا غیظ و غضب بڑھ جاتا ہے...... اس کا باعث یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ تو پکارتی ہے، لیکن اس کا دل اور طرف ہے اور اپنے افعال سے وہ بالکل روبدنیا ہے تو پھر اس کا قہر اپنا رنگ دکھاتا ہے......

پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جائے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جائے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے۔ اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا"......

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں.

"کیونکہ غضب اس وقت ہو گا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے میں نہیں چاہتا کہ مری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے یہ ایک قسم کی تحقیر ہے، جس کے اندر حقارت ہے ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے، بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں، لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے اس کی بات کی عزت کرے۔ چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَاتَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِثْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْن.......

میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے۔ اسی قدر مؤاخذہ کے قابل ہے۔ اہل بیت زیادہ مؤاخذہ کے لائق تھے۔ وہ لوگ جو دور ہیں۔ وہ قابل مؤاخذہ نہیں لیکن تم ضرور ہو۔ اگر تم میں ان پر کوئی ایمانی زیادتی نہیں۔ تو تم میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔ تم ہزاروں کے زیر نظر ہو۔ وہ لوگ گورنمنٹ کے جاسوسوں کی طرح تمہاری حرکات و سکنات کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ سچے ہیں۔ جب مسیحؑ کے ساتھی صحابہؓ کے ہمدوش ہونے لگے ہیں۔ تو کیا آپ ویسے ہیں۔ جب آپ لوگ ویسے نہیں۔ تو قابل گرفت ہیں۔ گو یہ ابتدائی حالت ہے۔ لیکن موت کا کیا اعتبار ہے۔ موت ایک ایسا ناگزیر امر ہے جو ہر ایک شخص کو پیش آتا ہے۔ جب یہ حالت ہے۔ تو پھر آپ کیوں غافل ہیں۔ جب کوئی شخص مجھ سے تعلق نہیں رکھتا۔ تو یہ امر دوسرا ہے۔ لیکن جب آپ میرے پاس آئے۔ میرا دعویٰ قبول کیا اور مجھے مسیح مانا۔ تو گویا من وجہٍ آپ نے صحابہ کرامؓ کے ہمدوش ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ تو کیا صحابہؓ نے کبھی صدق ووفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا۔ ان میں کوئی کسل تھا۔ کیا وہ دل آزار تھے۔

کیا ان کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا؟ کیا وہ منکسر المزاج نہ تھے۔ بلکہ ان میں پرلے درجہ کا انکسار تھا۔ سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے۔ کیونکہ تذلّل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ۔ تو گھبراؤ نہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔

راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی۔ آپ نے ان کے لیے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا۔ اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے۔ اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو۔ تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو وِرد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا۔ اور عملی طور پر التجاء خدا کے سامنے لائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا۔ اور اس کے دل میں تبدیلی ہو گی۔ خدا تعالیٰ سے ناامید مت ہو۔ ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو کیا کوئی ولی بننا ہے؟ افسوس انہوں نے کچھ قدر نہ کی بیشک انسان نے (خدا کا) ولی بننا ہے۔ اگر وہ صراط مستقیم پر چلے گا۔ تو خدا بھی اس کی طرف چلے گا۔ اور پھر ایک جگہ پر اس کی ملاقات ہو گی۔ اس کی اس طرف حرکت خواہ آہستہ ہو گی۔ لیکن اس کے مقابل خدا تعالیٰ کی حرکت بہت جلد ہو گی۔ چنانچہ یہ آیت اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ الخ (پ ۱۲) سو جو جو باتیں میں نے آج وصیت کی ہیں۔ ان کو یاد رکھو کہ ان ہی پر مدار نجات ہے۔ تمہارے معاملات خدا اور خلق کے ساتھ ایسے ہونے چاہئیں۔ جن میں رضا الٰہی مطلق ہی ہو۔ پس اس سے تم نے وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ الخ کے مصداق بننا ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 7 تا 29)

اپنے اس خطاب کے آخر میں محترم امیر صاحب نے احباب کو دعائیں کرنے، نیز کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے لئے اور جماعت امریکہ اور پاکستان کے احمدیوں کے لئے خاص طور پر دعائیں کرنے کی تحریک کی۔ دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

خواتین کا جلسہ کا پروگرام

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن بروز ہفتہ خواتین نے بھی اپنے دو الگ اجلاسات جلسہ کے لئے کئے۔ جلسہ خواتین کی صدارت امریکہ کی لجنہ اماء اللہ کی صدر صاحبہ نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد شکاگو کی محترمہ امۃ القدوس صاحبہ نے "مذہب اور قوم کے لئے پختہ عہد" کے عنوان پر فی نکس کی محترمہ حاجیہ امۃ الرحمان احمد صاحبہ نے آنحضرت ﷺ کے احسانات مسلموں اور غیر مسلموں کے لئے یکساں طور پر، کے عنوان پر کی۔ اس کے بعد نظم پڑھی گئی اس کے بعد محترمہ Samanstha Issam صاحبہ نے "مرد و عورت ایک دوسرے کا لباس" کے عنوان پر، ہیوسٹن کی محترمہ حاجیہ خدیجہ Ogunbiyi صاحبہ نے اطاعت امام پر تقریر کی۔ اس کے بعد ناصرات میں قرآن کریم کے مقابلہ کے ایوارڈ تقسیم کئے گئے۔

خواتین کا دوسرا اجلاس

یہ اجلاس بھی محترمہ صدر صاحبہ لجنہ امریکہ کی زیر صدارت تلاوت و نظم سے شروع ہوا۔ پہلی تقریر محترمہ نازیہ احمد صاحبہ آف واشنگٹن نے حضرت عائشہؓ کی سیرت پر کی۔ محترمہ رابعہ چودھری صاحبہ آف سلی کون ویلی (Silicon Valley) نے موجودہ زمانہ کی ایجادات اور ان کے نقصانات و فوائد پر کی۔ پھر ایک نظم ہوئی جس کے بعد نئے آنے والوں کو خوش آمدید کہا گیا۔ آخر میں صدر صاحب لجنہ اماء اللہ محترمہ Dhiya Tahira Bakr صاحبہ آف زائن نے "موجودہ وقت کا پیغام" پر تقریر کی۔ اعلانات پر یہ سیشن اختتام پذیر ہوا۔

نمائش و بک سٹال

مکرم و محترم کرنل فضل احمد صاحب نے امسال بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر تصاویر کی نہایت دیدہ زیب نمائش بھی لگائی۔ تصاویر میں خلافت احمدیہ کے ذریعہ مختلف ممالک میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف ممالک خصوصاً امریکہ اور یورپ کے ممالک میں دورہ جات اور وہاں پر "اسلام کی پر امن تعلیمات" کے بارے میں جو لیکچر اور خطابات ہوئے، ان کی نمائش آویزاں تھی۔

ان کے علاوہ آمین کی تقریب اور وقفِ نو کا پروگرام بھی ہوا۔ رشتہ ناتا کی ورکشاپ اور ہیومینیٹی فرسٹ کا سٹال بھی لگایا گیا تھا۔

احباب کو سہولت کے لئے جلسہ کی تقاریر کا انگریزی سے اردو اور سپینش زبانوں میں بھی ترجمہ ہوتا رہا۔

لنگر خانہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جاری کردہ لنگر خانہ اب تمام ملکوں میں پھیل رہا ہے۔ اور جلسہ سالانہ کے موقع پر تو خاص طور پر لنگر خانہ کا وسیع انتظام ہوتا ہے۔ مہمانوں کے لئے کھانا کھانے کا انتظام کے علاوہ پکوائی میں مکرم چودھری طاہر احمد صاحب جو ماموں طاہر کے نام سے پہچانے جاتے ہیں، کی ٹیم نے بڑی محنت سے لنگر خانہ کا انتظام سنبھالا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے اس موقع پر مکرم ڈاکٹر صلاح الدین احمد کی یاد بھی بہت آئی جنہوں نے سالہا سال اس لنگر کو چلایا اور جس کی ابتداء یہاں امریکہ کے جلسوں میں انہوں نے ہی کی تھی۔ 2 سال قبل یہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

ذواتُ الخمار پر مذہبِ اسلام کا عظیم الشان احسان

زیورِ تعلیم سے آراستگی

امۃ الباری ناصر

سب انبیائے کرام کو خدائے رحمان نے خود تعلیم دے کر انسانوں کی تعلیم و تربیت کا کام سونپا۔ تخلیقِ آدم کے ساتھ ہی تعلیمِ آدم کا سلسلہ جاری ہوا

وعلم آدم الاسماء کلھا (سورۃ البقرہ:۳۲)

اور اس نے آدم کو تمام نام سکھائے۔ فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ سے کلام الٰہی کا آغاز فرمایا تو پہلا لفظ ہی اقراء (پڑھ) تھا۔

پڑھ اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو ایک چمٹ جانے والے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا ربّ سب سے زیادہ معزز ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (العلق)

پھر علم حاصل کرنے اور اس میں اضافہ کرتے رہنے کے لئے دعا کرتے رہنے کا ارشاد فرمایا

قل رب زدنی علما (سورۃ طٰہٰ:۱۱۵)

یہ دعا مانگتے رہو کہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما

حضرت محمد مصطفی ﷺ کے توسط سے یہ حکم سب کے لئے ہے۔ آپ ؐ الٰہی احکامات پر سب سے زیادہ صدق سے عمل فرماتے تھے۔ آپ ؐ نے علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض قرار دیا

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ (المعجم الاوسط)

اوامر و نواہی کے احکام میں بالعموم صیغہ مذکر استعمال ہوتا ہے جس میں مرد و زن دونوں شامل ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں خاص طور پر 'مسلمان عورت' کا الگ سے ذکر فرمایا گیا ہے۔ جس سے عورتوں کو خاص طور پر تاکید کی گئی ہے۔

آنحضور ﷺ نے عورتوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ اور توجہ دینے کی ہدایت فرمائی۔ زمانہ جاہلیت میں طبقہء اناث کو کمتر مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ اسلامی نظام میں ایک نیا معاشرہ تشکیل پا رہا تھا اس میں تعلیم یافتہ عورت کے اہم کردار کا ادراک آپ ﷺ سے بڑھ کر کس کو ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس کے لئے آپ ﷺ نے عملی کوشش کی۔

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سَو سَو بار
پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک دن مقرر کیا ہوا تھا۔ حدیثِ مبارکہ ہے کہ 'ایک مرتبہ عورتوں نے آپؐ سے عرض کیا مرد ہم سے فوقیت لے گئے ہیں (زیادہ استفادہ کر سکتے ہیں) ہمارے لئے کوئی خاص دن مقرر فرما دیں۔ آپؐ نے ان سے ایک دن مقرر کر لیا اور انہیں شرع کے احکام بتاتے اور ان کے سوالات کے جواب دیتے' (صحیح بخاری کتاب العلم باب ۱۲)

اللہ پاک نے ان طالبات علم کو ارشاد فرمایا: واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من ایت اللہ والحکمۃ (سورۃ الاحزاب:۳۵)

اور یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے۔ اس طرح اس نعمت کا شکر ادا کرو جو نبیؐ کے گھر میں نبیؐ کی تربیت رہنے کے نتیجے میں سعادت پائی ہے۔

بالعموم عورتوں کو مرد کے مقابلے میں ناقص العقل یعنی ذہنی صلاحیتوں میں کمتر سمجھا جاتا تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیم سے یہ تاثر دور ہوا اور

ثابت ہؤا کہ اگر عورتوں کی استعدادوں کو ابھارا جائے تو وہ بعض لحاظ سے مردوں پر بھی غالب آجاتی ہیں۔ امہات المؤمنینؓ میں اس تعلیم و تربیت کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ اس کی پہلی مثال حضرت عائشہؓ ہیں جو آپؐ سے براہِ راست علم حاصل کرکے آگے اُمت کی معلمہ بنیں ۔ آپؐ کو ان کی صلاحیتوں پر بڑا بھروسا تھا۔ کانت عائشۃُ افقہَ الناسِ واعلم الناسِ واحسن الناسِ رایاً فی العامۃِ (الاصابہ۔ حضرت عائشہؓ) یعنی حضرت عائشہؓ لوگوں میں سب سے زیادہ دینی فہم رکھنے والی' سب سے زیادہ علم کی مالک اور روزمرہ کے امور میں سب سے اچھی رائے دینے والی تھیں۔

اور حضرت عائشہؓ کے علم کی دوسری عورتوں کے علم پر فضیلت کے بارے میں فرمایا۔

'اگر امت کی عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو عائشہؓ کا علم ان تمام عورتوں سے بڑھ جائے'

آپؐ کے علم و فضل اور تفقہ فی الدین کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے صحابہؓ بھی آپؐ کی طرف رجوع کرتے' آپؐ سے فیض حاصل کرتے اور آپؐ سے فتویٰ پوچھتے حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہؓ کو کوئی مشکل ایسی پیش نہیں آئی کہ اس کا حل حضرت عائشہؓ کے پاس نہ مل گیا ہو۔ (ترمذی ابواب المناقب باب فضل عائشہؓ)

حضرت عائشہ بنت طلحہؓ کی روایت ہے کہ لوگ حضرت عائشہؓ سے خط لکھ کر بھی سوالات پوچھتے تھے جن کے جواب وہ ان سے لکھواتی تھیں (بخاری۔ ادب المفرد ۱:۳۸۲)

حضرت عروہؓ بن زبیر بیان کرتے ہیں 'میں نے عائشہؓ سے بڑھ کر علم قرآن رکھنے والا۔ حلال حرام کا عالم۔ علم فقہ۔ شعر و ادب۔ طب کا ماہر۔ تاریخ عرب اور علم الانساب کا عالم کوئی نہیں دیکھا' (زرقانی ذکر الازواج۔ حضرت عائشہؓ)

حضرت عائشہؓ سے ۲۱۰۲ احادیث مروی ہیں تعداد کے لحاظ سے احادیث روایت کرنے والوں میں آپؐ کا چوتھا نمبر ہے پہلے تین مرد راوی ہیں۔

فرمایا نصف دین عائشہؓ سے سیکھو

ان کے فہمِ قرآن کی مثال نہیں۔

علم دین کے بہت سے مسائل آپؐ کے آنحضور ﷺ سے استفسار کرنے سے واضح ہوئے۔ خاص طور پر عورتوں کے روزمرہ کے مسائل پر آپؐ کی رائے کو سب پر فضیلت حاصل ہے۔ فصاحت و بلاغت میں بھی کمال حاصل تھا سب سے حسین مثال آپؐ کا اس سوال کا جواب ہے جب آپؐ سے پوچھا گیا کیا آپ آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں کچھ بتا سکتی ہیں۔ اس کا جواب آپؐ نے صرف ایک جملے سے دیا

کان خلقہ القرآن

(الجزء الاول فی کتاب الطبقات الکبیر القسم الثانی ص۸۹)

محمد ﷺ اور قرآن ایک سیپ کے دو موتی ہیں۔ ایک ہی چیز کے دو نام۔ ایک کو دیکھو یا دوسرے کو ایک ہی تصویر نظر آئے گی۔ کیا خوب صورت جواب ہے صرف وہی یہ بات کہہ سکتا ہے جو دونوں کو باریک نظر سے بہ تمام و کمال جان چکا ہو پہچان چکا ہو۔ سیرت و سوانح کی ساری کتب ایک طرف اور یہ ایک جملہ ایک طرف رکھیں تو یہ آپ ﷺ کی تصویر کشی میں سب پر بھاری ہے۔

آنحضور ﷺ کی قوت قدسیہ اور تعلیم و تربیت سے محترم امہات المؤمنینؓ اور بعض دوسری خواتین قرآن پاک کے پیغام کی گہری فہم و فراست رکھتی تھیں۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر فاروقؓ ایک صحابیہ شفا بنت عبد اللہؓ سے لکھنا پڑھنا سیکھ رہی تھیں (ابو داؤد کتاب الطب ما جاء فی الرقی)۔ آنحضور ﷺ سے شادی ہوئی تو آپ ﷺ نے تعلیم جاری رکھنا پسند فرمایا بلکہ شفا سے فرمایا

'انہیں تحریر و خط کی باریکی اور صفائی اور نوک پلک بھی اسی طرح سکھا دو جس طرح انہیں لکھنا سکھایا ہے'

(اسلام اور تربیت اولاد جلد ا صفحہ ۲۸۵)

حضرت حفصہؓ نزولِ وحی کے وقت بعض آیات لکھ لیتی تھیں وہ اعزاز بھی آپؐ کو حاصل ہے کہ آنحضرت ﷺ جو قرآن پاک لکھوایا کرتے تھے اس کی تختیاں آپؐ کے پاس رکھوا دی جاتیں۔ جو آپؐ بہت حفاظت اور

پیار سے رکھتیں اور ساتھ ساتھ حفظ کر لیتیں۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۷۴۷)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ بھی پڑھنا جانتی تھیں مسلمان عورتوں کی تعلیم و تربیت کا شوق رکھتی تھیں آپؓ سے ۳۴۹ احادیث مروی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی زوجہ صنعت و حرفت سے واقف تھیں سامان تیار کر کے فروخت کرتی تھیں آنحضور ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا میں اس طرح کما کر شوہر کا اور بچوں کا خرچ چلا سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا 'تمہیں اس کا اجر ملے گا' (طبقات ابن سعد ۲۱۲۔۸)

یعنی ہنر مند عورت کا اپنے ہنر سے کمانا اور گھر کا خرچ چلانا آپؐ نے باعث ثواب قرار دیا۔

خواتین کو تعلیم دینا باعثِ ثواب

امام ترمذی اور ابو داؤد روایت کرتے ہیں حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

'جس کے تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو لڑکیاں اور دو بہنیں ہوں اور وہ انہیں ادب سکھائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کی شادی کر دے تو ان کے لئے جنت ہے'

حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

جس کی ایک بیٹی ہو اور اس نے اسے اچھا ادب سکھلایا اور اچھی تعلیم دی اور اس پر ان انعامات کو وسیع کیا جو کہ اللہ نے اس کو دئے تو وہ بیٹی اس کے لئے جہنم سے رکاوٹ اور پردہ بنے گی'۔ (طبرانی۔ المعجم الکبیر ۱۰:۱۹۷)

'جس شخص کے پاس لونڈی ہو اور وہ اسے تعلیم دے اور اچھی طرح سے پڑھائے اور ادب سکھائے اور خوب اچھی طرح سے ادب سکھائے اور پھر اسے آزاد کر کے شادی کر دے تو اسے دو اجر ملیں گے'

(احمد بن حنبل ۴:۴۱۴)

تین بیٹیاں۔ دو بیٹیاں۔ ایک بیٹی حتّٰی کہ لونڈی کی اچھی تعلیم و تربیت پر جنت کی بشارتیں خواتین میں تعلیم کی اہمیت بخوبی اجاگر کرتی ہیں۔

اسلام کا انحطاط کا دور اور عورتوں کی تعلیم

اسلام میں انحطاط کے طویل دور میں تعلیم بھی متاثر ہوئی۔ خاص طور پر عورتوں میں تعلیم کی شرح میں مردوں کی نسبت کمی کا مسئلہ پرانا ہے۔ ڈیڑھ دو صدیاں پہلے بر صغیر میں مسلم خواتین کی شرح خواندگی بہت کم تھی۔ اسلام کی اصل تعلیم بھلادی گئی تھی۔ معاشرہ پر مردوں کی اجارہ داری تھی پردے کی پابندی میں بھی ناروا سختی کی جاتی۔ جس کی وجہ سے دیہی علاقوں میں برائے نام اور شہری علاقوں میں معمولی تعلیم کا بھی رواج کم ہو گیا۔ اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں مخلوط نظام تعلیم کی وجہ سے عورتوں کا داخلہ محدود رہا۔ ایسے تعلیمی اداروں میں داخل کرنے میں اس لئے بھی تامل ہوتا کہ ان میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں کو بالعموم آزاد خیال سمجھا جاتا حتیٰ کہ ان کی پاکیزگی پر بھی شک کیا جاتا۔ ان سے شادیاں کرنے میں تذبذب ہوتا۔ بزرگوں کو ڈر ہوتا کہ کوئی بدنامی نہ گلے پڑے اس لئے واجبی سی تعلیم کافی سمجھی جاتی۔ پڑھانا اس لئے بھی غیر ضروری تھا کہ عورتوں کے نوکری کرنے کا رواج نہیں تھا مرد کماتے تھے اس لئے وہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اس طرح کے معاشرتی بندھنوں میں اسیر خواتین کو قرآن پاک بھی صرف ناظرہ پڑھا دیا جاتا ترجمہ ضروری نہ سمجھا جاتا۔ اس طرح کی محدود تعلیم سے تعلیم کا حقیقی مقصد پورا نہیں ہوتا تھا۔

چند پڑھے لکھے لوگوں کے
خواتین کی تعلیم کے بارے میں نظریات

کی تم نے اس دار المحن میں جس تحمل سے گزر
زیبا ہے گر کہئے تمہیں فخر بنی نوع بشر
جب تک جیو تم علم و دانش سے رہو محروم یاں
آئیں تھیں جیسے بے خبر ویسی ہی جاؤ بے خبر
جو علم مردوں کے لئے سمجھا گیا آبِ حیات
ٹھہرا تمہارے حق میں وہ زہر ہلاہل سر بسر
آتا ہے وقت انصاف کا نزدیک ہے یوم الحساب
دنیا کو دینا ہو گا ان حق تلفیوں کا واں جواب

(چپ کی داد صفحہ ۱۱۔ ۱۲ از الطاف حسین حالی۔۔۔۱۸۳۷۔۱۹۱۴)

سر سید احمد خان (۱۸۱۷ـ۱۸۹۸) اظہار خیال کرتے ہیں:

عورتوں کی تعلیم نیک اخلاق، نیک خصلت، خانہ داری کے امور، بزرگوں کا ادب، خاوند کی محبت، بچوں کی پرورش، مذہبی عقائد کا جاننا ہونی چاہئے میں اس کا حامی ہوں۔ اس کے سوا اور کسی تعلیم سے میں بیزار ہوں' (فکر سر سید از ضیاء الدین لاہوری ص ۲۱۱)

میری یہ خواہش نہیں ہے کہ تم ان مقدس کتابوں کے بدلے جو تمہاری دادیاں اور نانیاں پڑھتی آئی ہیں اس زمانے کی مروجہ نا مبارک کتابوں کا پڑھنا اختیار کرو جو اس زمانے میں پھیلتی جاتی ہیں۔ سچی تعلیم نہایت عمدگی سے ادادیاں نانیاں پڑھتی تھیں جیسی وہ اس زمانہ میں مفید تھیں ویسی اس زمانہ میں بھی مفید ہیں' (فکر سر سید از ضیاء الدین لاہوری ص ۲۱۰)

تعلیم عورتوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتون خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں

(اکبر الہ آبادی۔۱۸۴۶ـ۱۹۲۱)

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نا زن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ ء زن
ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت

نے پردہ نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی
نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
قوم نے ڈھونڈ لی فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدّ نظر
وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ

شاعر مشرق علامہ اقبال (۱۸۷۷ـ۱۹۳۸)

تعلیم کا مقصد خشیتِ الٰہی اور تعلق باللہ

علم کیا ہے؟ علم کا مقصد کیا ہے؟ علم کا حاصل کیا ہے؟ عالم کسے کہتے ہیں؟ ان سوالات کے جوابات میں مختلف نظریات مختلف وقتوں میں سامنے آتے رہے۔ جو نتائج کے تناسب سے نظریات کو پرکھ کر غلط یا قابل اصلاح قرار دے کر بدل دیے جاتے ہیں۔ جب منزل کا تعین نہ ہو اور سفر کا مقصد معلوم نہ ہو تو سفر طویل کٹھن اور لاحاصل ہو جاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدائے رحمان کے کلام پاک کی روشنی میں علم کی تعریف اور اس کا مقصد بیان فرمایا اور خود مجاہدانہ سر فروشی کے ساتھ علم کی چوٹیاں سر کیں اور اس میدان میں اپنے متبعین بلکہ ساری انسانیت کی رہنمائی فرمائی۔ تعلیم کی مردوں اور عورتوں کے لیے برابر کی اہمیت بیان فرمائی۔ تعلیم کے حصول کے لئے تدریجی لائحہ عمل دیا اور اس کے صحیح خطوط پر فروغ کے لئے عملی اقدامات کئے۔ گویا بنیاد رکھ دی اسی بنیاد پر آپؑ کے بعد خلفائے کرام عمارت بلند کر رہے ہیں اور جماعت کے مرد وزن تعلیمی ترقی کے معیاروں کو بلند تر کرتے جا رہے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام علم کی تعریف اور اہمیت بیان فرماتے ہیں:

"علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالی محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے۔ یہ علم اللہ تعالی کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ (اور اس سے۔۔۔ ناقل) خشیتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہی اللہ تعالی فرماتا ہے

اِنّما یخشی اللّٰہَ من عبادہ العلماء (الفاطر:۲۹)

اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو وہ علم ترقی کا ذریعہ نہیں" (الحکم جلد ۷ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۳)

'علوم جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو اور کسی اہل دل اور آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مردِ خدا سے فائدہ اٹھایا جاوے' (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۵۹)

آپؑ نے سکھایا کہ علم اللہ تعالیٰ کے احسان سے نصیب ہوتا ہے اس لئے اس سے دعائیں مانگتے رہو

اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔(تذکرہ۔صفحہ ۳۸۹)

اے میرے رب مجھے وہ کچھ سکھا جو تیرے نزدیک بہتر ہے (تذکرہ ۔صفحہ ۶۵۳)

اے میرے رب مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا (تذکرہ۔صفحہ ۷۲۱)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ علوم جدیدہ کے حامی تھے فرماتے ہیں:

''میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لیے ایسا کرتے ہیں ۔ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بد ظن اور گمراہ کر دیتی ہے۔اور وہ یہ قرار دئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں ۔چونکہ خود فلسفے کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔اس لیے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لیے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفے سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۳ جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ تعلیم نسواں کے حامی تھے فرماتے ہیں:

'آج کل کی تعلیم نے مردوں پر مذہب کے لحاظ سے اچھا اثر نہیں کیا تو پھر عورتوں پر کیا توقع ہے ہم تعلیم نسواں کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ہم نے تو ایک سکول بھی کھول رکھا ہے مگر یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ پہلے دین کا قلعہ محفوظ کیا جائے تا بیرونی باطل اثرات سے محفوظ رہیں۔اللہ پاک ہر ایک کو سواء السبیل'توبہ 'تقویٰ اور طہارت کی توفیق دے' (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۳۷)

آپؑ کی نظر میں تعلیم کی اہمیت اور اس کے اغراض و مقاصد پر درج ذیل اقتباس سے روشنی پڑتی ہے۔15 ستمبر 1897ء کو پہلے اسلامی سکول کے تعارف کے لیے اشتہار میں تحریر فرمایا:

''اگرچہ ہم دن رات اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگ اس سچے موعود پر ایمان لاویں جس پر ایمان لانے سے نور ملتا ہے اور نجات حاصل ہوتی ہے لیکن اس مقصد تک پہنچانے کے لیے علاوہ ان طریقوں کے جو استعمال کیے جاتے ہیں۔ایک اَور طریق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مدرسہ قائم ہو کر بچوں کی تعلیم میں ایسی کتابیں ضروری طور پر لازمی ٹھہرائی جائیں جن کے پڑھنے سے ان کو پتہ لگے کہ اسلام کیا شے ہے اور کیا کیا خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے... میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسی کتابیں جو خدا تعالی کے فضل سے میں تالیف کروں گا بچوں کو پڑھائی گئیں تو اسلام کی خوبی آفتاب کی طرح چمک اٹھے گی... میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعہ سے اسلامی روشنی کو ملک میں پھیلاؤں اور جس طریق سے میں اس خدمت کو سر انجام دوں گا میرے نزدیک دوسروں سے یہ کام ہر گز نہیں ہو سکے گا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس طوفان ضلالت میں اسلامی ذریت کو غیر مذاہب کے وساوس سے بچانے کے لیے اس ارادہ میں میری مدد کرے سو میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بالفعل قادیان میں ایک مڈل سکول قائم کیا جائے''۔

احمدی بچوں کو اسلام کی اصل تعلیم سے روشناس کرنے کے لئے ۳ جنوری ۱۸۹۸ کو مدرسہ کا افتتاح ہوا (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۳)

اس وقت قادیان میں صرف دو سکول تھے ایک آریہ سکول تھا دوسرا سرکاری تھا جو پرائمری تک تھا اس کا ہیڈ ماسٹر ایک آریہ تھا۔ان سکولوں کی موجودگی میں ایک نیا اسلامی سکول کھولنے کا محرک ایک چھوٹا سا واقعہ بنا۔ اس سرکاری سکول میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد بھی پڑھتے تھے ایک دن گھر سے کھانا آیا جس میں کلیجی کا سالن تھا ایک طالب علم نے حیرانی سے اپنی انگلی دانتوں میں دبالی اور کہا یہ تو ماس (گوشت) ہے جس کا کھانا حرام ہے۔یہ بات اسلامی تعلیم کے خلاف تھی ایسی باتوں کے منفی اثرات سے بچنے کے لئے اپنا مدرسہ کھولنا ضروری ہو گیا۔

اس وقت خواتین کی تعلیمی حالت بہت کمزور تھی

حضرت اقدسؑ کی بیعت کرنے والے احباب بالعموم عام مسلمانوں میں سے آئے تھے جو تعلیم میں کوئی قابل رشک مقام نہیں رکھتے تھے عورتیں مردوں سے بھی پیچھے تھیں ۔ حضرت یعقوب علی عرفانی کبیر صاحبؓ اس وقت کا نقشہ کھینچتے ہیں:

'گذشتہ صدی ہندوستان پر ہر لحاظ سے جہالت کی صدی تھی۔ عورتوں کے ساتھ ہندوستان میں سلوک کرنا ایک جرم سمجھا جاتا تھا اچھا مرد وہ سمجھا جاتا تھا جو گھر میں جب داخل ہو تو چہرے پر شکن ڈال لے اور ڈانٹ ڈپٹ' گالی گلوچ اور عند الضرورت مار پیٹ کرتا رہے... عورتیں صاف ستھری نہ رہ سکتی تھیں۔

ان کو تعلیم نہ دی جاتی تھی اور انہیں پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا اس طرح عورت جو دنیا کی نصف آبادی ہے وہ ذلیل اور مقہور ہو رہی تھی۔ بلکہ عربوں کے زمانہ جاہلیت کے بہت سے اطوار اس زمانہ میں واپس آ چکے تھے چونکہ انبیاء کی آمد کی ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ہر مظلوم کی حمایت کریں اور ہر اس کا حق دلائیں جو اپنے حق سے محروم کر دیا گیا ہو اس لیے ضروری تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد (جو دراصل رسول کریم ﷺ کی ہی بعثتِ ثانیہ تھی) عورتوں کے لیے بھی باعثِ رحمت ہوئی اور ان کو حقوق دلانے کا باعث ہوئی"

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ)

خواتین کی تعلیمی کمزوری کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے تحریر فرمایا:

'ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے فیصلہ کیا کہ آپؑ عورتوں میں تقریر فرمایا کریں گے ...حضرت مسیح موعودؑ عام طور پر وفات مسیح پر تقریر فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپؑ نے عورتوں میں چند تقریریں کیں ایک دن آپؑ نے اس عورت سے پوچھا کہ بتاؤ میں نے اپنی تقریروں میں کیا کچھ بتایا ہے؟ اس نے کہا آپؑ نے خدا اور رسول کی باتیں بیان کی ہوں گی اور کیا بیان ہو گا'۔(خطبات محمود جلد نمبر ۳۹۔۱۹۵۸ء صفحہ ۳۰۰)

سیرت المہدی میں لکھا ہے

'حضرت مسیح موعودؑ بیشتر عورتوں کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز باقاعدہ پڑھیں قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاوندوں کے حقوق ادا کریں جب کبھی کوئی عورت بیعت کرتی تو آپؑ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف ناظرہ پڑھی ہوتی تو فرماتے کہ ترجمہ بھی سیکھو تا کہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو'۔

(سیرت المہدی ص۷۵۹)

عورتوں کو تعلیم کی خواہش کا اظہار فرماتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

'میں نے ارادہ کیا تھا کہ عورتوں کے لئے ایک قصہ کے پیرایہ میں سوال و جواب کے طور پر سارے مسائل آسان عبارت میں بیان کئے جاویں' مگر مجھے اس قدر فرصت نہیں ہو سکتی کوئی اور صاحب اگر لکھیں تو عورتوں کو فائدہ پہنچ جاوے'۔(ملفوظات جلد دوم ص۳۶۹)

آپؑ عورتوں کی تعلیم و تربیت کی جو خواہش رکھتے تھے اس کی تکمیل کی ایک صورت اس طرح نکلی کہ ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحبؓ کی اہلیہ صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مرد تو آپؑ کی تقریر اور وعظ سنتے ہیں مستورات اس فیض سے محروم ہیں۔ ہم پر بھی کچھ مرحمت ہونی چاہیئے۔ حضورؑ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔

'جو سچے طلب گار ہیں ان کی خدمت کے لئے ہم ہمیشہ ہی تیار ہیں ہمارا یہی کام ہے کہ ہم ان کی خدمت کریں'۔

حضورؑ نے روزانہ عورتوں میں درس اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع فرما دیا۔

پھر آپؑ کے ارشاد پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ درس دینے لگے یہ سلسلہ مستقل جاری ہو گیا'۔

(خلاصہ از سیرت المہدی ص۷۷۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے اپنی بچی کے قرآن پاک حفظ کرنے کی خوش خبری بھیجی تو آپؑ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا:

"آپ کے مخلصانہ کلمات سے بے شک خوشبو بلکہ جوش راست گفتاری محسوس ہوتا ہے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ آمین ثم آمین۔ آپ کی دختر صالحہ کے لیے بھی دعا کی گئی ہے قران شریف کا حفظ کرنا یہ آپ ہی کی برکات کا ثمرہ ہے۔

ہمارے ملک کی مستورات میں یہ فعل شاید کرامت تصور کیا جاوے گا ۔ کیا خوش نصیب والدین ہیں"(۱۱مارچ ۱۸۸۶ء)

(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ ۱۲)

حضرت اقدسؑ نے ۱۸۹۹ء میں حضرت مرزا محمود صاحب آف پٹی کو دست مبارک سے ایک مکتوب تحریر فرمایا جس سے آپؑ کے عورتوں میں علمی استعداد کی خواہش کا علم ہوتا ہے

"مجھے اپنی اولاد کے لئے یہ خیال ہے کہ ان کی شادیاں ایسی لڑکیوں سے ہوں کہ انہوں نے دینی علوم اور کسی قدر عربی اور فارسی اور انگریزی میں تعلیم پائی ہو اور بڑے گھروں میں انتظام کرنے کے لئے عقل اور دماغ رکھتی ہوں سو یہ سب باتیں کہ علاوہ اور خوبیوں کے یہ خوبی بھی ہو خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں پنجاب کے شریف خاندانوں میں لڑکیوں کی تعلیم کی طرف اس قدر توجہ کم ہے کہ وہ بیچاریاں وحشیوں کی طرح نشوونما پاتی ہیں"۔(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر احمدؓ کے نکاح کی تحریک کے لئے حضرت مولوی غلام حسن صاحبؓ پشاوری کو ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خواتین کی کم سے کم کتنی اور کیسی تعلیم آپؑ ضروری سمجھتے تھے:

"ہمارے خاندان کے طریق کے موافق آپ لڑکی کو ضروریات علم دین سے مطلع فرماویں اور اس قدر علم ہو کہ قرآن شریف باترجمہ پڑھ لے ۔ نماز اور روزہ اور زکوۃ اور حج کے مسائل سے باخبر ہو نیز بآسانی خط لکھ سکے اور پڑھ سکے"۔

جماعت احمدیہ کی ماں کا اعلیٰ ذوقِ علمی

خاندان مسیح موعود علیہ السلام میں علم و ادب کے اعلیٰ ذوق کی چھاپ میں خانوادہ میر درد کی چشم و چراغ ام المومنین حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کا گہرا اثر ہے۔ آپؓ کی آغوش میں پلنے والی مبارک اولاد نے علم کے میدان میں جو قابل رشک بے مثال بلندیاں حاصل کیں ان کی کوئی مثال نہیں۔ نہ صرف صاحبزادے بلکہ صاحبزادیاں بھی تعلیم و تربیت کے ہمالہ ہیں۔ اللہ پاک نے اس خدیجہ کو غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

آپ کی اپنی تعلیم کے بارے میں لکھا ہے:

'پانچ چھ سال کی عمر میں گھر کی چاردیواری میں قرآن کریم ' اردو نوشت و خواند کی تعلیم شروع ہوئی۔ جو حضرت میر (ناصر نواب) صاحب نے خود ہی کرائی... حضرت ام المؤمنینؓ بچپن ہی سے زیرک ' فہیم اور سلیقہ شعار تھیں ... باوجود اس کے کہ پنجابی زبان پر ان کو ایک قدرت حاصل ہے مگر اردو زبان پر آپ کو آج بھی ایسا اقتدار ہے گویا کہ وہ دہلی سے کبھی جدا ہوئی ہی نہیں'۔(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ ص ۱۹۱)

'حضرت مسیح موعودؑ کو جب کسی اردو لفظ کی بابت تفتیش کرنا ہوتی تھی توسب سے پہلے حضرت ام المؤمنین ہی سے سوال کیا کرتے تھے اور پھر اگر کچھ شبہ رہ جاتا تو حضرت نانی اماں صاحبہؓ یا حضرت میر صاحب سے دریافت فرمایا کرتے تھے۔ اس سے بھی آپ کے ادبی ذوق کا پتا چلتا ہے'

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ ص ۲۸۶)

تعلیم دینے دلوانے میں دلچسپی کا عالم دیکھئے:

'آپؓ کو تعلیم دینے دلوانے کا از حد خیال اور ذوق ہے کتابوں کے مطالعہ سے تو بہت ہی زیادہ دلچسپی لیتی ہیں اور انہیں کے ذوقِ علمی کا اثر ہے کہ اب پوتے پوتیاں پڑپوتے پڑپوتیاں تک اسی ذوقِ علمی میں محو ہیں۔ پہلے پہل مدرسۃ البنات میں ہر قسم کی دلچسپی لی اور بہت کچھ امداد بھی فرمائی۔ اپنی ملازم لڑکیوں کو سکول بھیجا۔ ان کے اخراجات قلم ' دواتیں ' کتابیں وغیرہ خود خریدتیں اور اب نصرت گرلز سکول خدا کے فضل و کرم سے آپ ہی کے دم قدم سے ترقی پذیر ہوا'۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ ص ۳۹۰)

حضرتؓ صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی تعلیم

حضرت اقدس کی صاحبزادی نے تین سال کی عمر میں پڑھنا شروع کیا ساڑھے چار سال کی عمر میں قرآن پاک مکمل پڑھ کے دہرا بھی لیا تھا۔ حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے ان کے لئے اسباق کاغذوں پر لکھے جو بعد میں یسرنالقرآن کی صورت میں شائع ہوئے۔ ساتھ ساتھ آپؓ نے اردو۔ حساب۔ فارسی۔ اور انگریزی بھی پڑھ لی شعر کے اوزان کا تعارف بھی ہوگیا۔ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کے لئے حضرت اقدسؑ نے آپؓ کو

حضرت مولوی عبد الکریمؓ کے پاس بھیجا آپؓ پہلے ترجمہ پڑھنے جاتیں پھر پیر جی سے باقی کتابیں پڑھتیں۔

حضرت مولوی عبد الکریمؓ کی وفات کے بعد حضرت حکیم نورالدینؓ (خلیفہ اول) کے پاس ترجمہ سیکھنے کے لئے بھیجا اس کے ساتھ آپؓ نے تجرید بخاری اور کچھ دوسرے مجموعہ احادیث پڑھ لئے۔ حضرت پیر صاحبؓ بیمار ہوگئے تو حضرت اقدسؑ نے فارسی خود پڑھائی یہ سلسلہ آپؑ کی مصروفیات کی وجہ سے جاری نہ رہ سکا آپؑ نے فرمایا

'مجھے بہت کام ہوتا ہے نہیں چاہتا کہ تمہاری تعلیم میں ناغہ ہو مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) سے کہو فارسی بھی پڑھا دیا کریں'

حضرت اقدسؑ کے وصال کے بعد بھی آپؓ کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ درس قرآن دیتے۔ اس میں حضرت ام المؤمنینؓ اور خاندان حضرت اقدسؑ کی دوسری خواتین بھی شامل ہونے لگیں۔ عربی آپؓ نے اپنے بھائی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ سے سیکھی اور اتنی مہارت حاصل کرلی کہ ایک دن بڑے بھائیؓ نے ٹیسٹ لیا تو عربی ناول کے کئی صفحات پڑھ کر ترجمہ بھی سنا دیا انگریزی بھی پڑھی اور کم عرصے میں ترقی کرلی

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی صفحہ ۱۶ تا ۲۱ تک کا خلاصہ)

حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی تعلیم

ابتدائی تعلیم گھر پر مکرمہ استانی سکینۃ النساء صاحبہ سے حاصل کی ۳ جولائی ۱۹۱۹ء کو آمین ہوئی

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے ادیب عالم پاس کیا بعد میں ۱۹۳۱ء میں صرف انگلش کا امتحان پاس کر کے میٹرک کیا اس وقت قادیان سے سات لڑکیوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا بعد میں آپؓ نے ایف اے بھی کیا۔ (دختِ کرام ص ۱۰۹)

قادیان میں گرلز سکول مدرسۃ البنات

"مدرسۃ البنات کا قیام حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہوا مگر جماعت بندی ۱۹۰۹ء سے ہوئی ابتدا میں کئی سالوں تک اس کا انتظام محترمہ سکینۃ النساء صاحبہ کے ہاتھ میں زیر نگرانی ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول رہا لیکن پھر حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب افسر مدرسہ احمدیہ ان کے نگران مقرر ہوئے۔ ابتدا میں حضرت خلیفہ اولؓ کی وقف شدہ زمین سے پانچ سو روپے کی رقم سے اس درسگاہ کے لئے ایک مکان خریدا گیا ۱۹۱۹ء میں گرلز سکول مبارک منزل متصل مدرسہ احمدیہ میں تھا اس کے بعد قادیان کی آبادی بڑھی تو محلہ دارالعلوم میں اس کے لئے وسیع عمارت میسر آگئی اور گرلز سکول اس میں منتقل ہوگیا"۔

(تاریخ احمدیت جلد ۳ ص ۲۹۶)

قادیان میں لڑکیوں کے سکول میں پڑھانے میں حضرت استانی سکینۃ النسا صاحبہ اہلیہ حضرت قاضی محمد اکمل صاحب کو اولیت حاصل ہے۔ موصوفہ تعلیم یافتہ خاتون تھیں اپنے گاؤں گولیکی میں باقاعدہ سکول چلاتی تھیں ۱۹۰۸ء میں قادیان منتقل ہوئیں تو یہاں بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔

حضرت یعقوب عرفانی صاحبؓ لکھتے ہیں

'وہ جب قادیان میں آئی ہیں اس وقت تعلیم نسواں کا بہت ہی کم چرچا تھا۔ میں نے تعلیم البنات کے لیے ایک مدرسہ جاری کیا استانی سکینۃ النساء نے اپنی خدمات اعزازی طور پر پیش کیں اور ان کے ذریعہ تعلیم کا عام چرچا شروع ہوگیا' ۔ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ ص ۳۸۴)

مکرمہ فیروزہ فائزہ صاحبہ نے اپنی کتاب میں ان کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا

"آپ نے قادیان کے مدرسۃ البنات میں بچیوں کو عربی، فارسی، اردو وغیرہ پڑھائی اور کئی سال تک مدرسہ میں آپ اکیلی ہی پڑھاتی رہیں

(حضرت سکینۃ النساء صاحبہ ص ۳)

'سکول شروع کرنے کے زمانے میں جو مصائب اور مشکلات تھیں اس کا تصور آج کل کے حالات کی وجہ سے ناممکن ہے۔ اس زمانے میں لڑکیوں کو پڑھانا برا خیال کیا جاتا تھا۔ اس لیے لڑکیوں کے لیے نہ کوئی عمارت تھی۔ نہ بنچ نہ ڈیسک، نہ بجٹ نہ استانی۔ اس لئے ہر لڑکی کو سکول داخل کرنے سے پہلے اس کے خاندان اور والدین کو سمجھانا پڑتا کہ تعلیم اس کے لیے کس قدر ضروری ہے'۔ (حضرت سکینۃ النساء صاحبہ ص ۷)

تاریخ احمدیت میں لکھا ہے:

’آپ ان نامور خواتین میں سے تھیں جو سلسلہ احمدیہ کے ابتدائی دور میں تعلیم یافتہ تھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک میں بھی اخبار ’بدر‘ اور ’الحکم‘ میں مضامین لکھا کرتی تھیں۔ ۱۹۰۸ء کے جلسہ سالانہ کے بعد آپ نے اپنے میاں کے ساتھ مستقل طور پر قادیان میں سکونت اختیار کی اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے ارشاد پر جون ۱۹۰۹ء میں مرکز احمدیت میں بچیوں کا پہلا پرائمری سکول قائم کیا اور ایک لمبے عرصہ تک ہیڈ معلمہ رہیں اور بہت سی بچیوں کو زیورِ علم سے آراستہ کیا۔ یہ سکول خلافت ثانیہ کے عہدِ مبارک میں مڈل سکول تک ایک مشہور ادارہ بن گیا جس سے ملک کے علمی حلقوں میں آپ کی بھی خوب شہرت ہوئی۔ اور ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل عیسائی انسپکٹرس آف سکول نے بیسیوں شاندار ریمارکس سکول کی لاگ بک پر لکھے... آپ بیان فرماتی تھیں کہ جب گرلز سکول ابھی حضرت کے مکان پر ہی تھا آپ نے مجھے شاید دیہاتی لہجہ میں تلاوت کرتے سن لیا۔ اس لئے حکم دیا کہ روزانہ نماز فجر کے معًا بعد جب میں واپس آؤں تو ایک رکوع مجھے سنا کر لڑکیوں کو پڑھایا کرو۔ چنانچہ پہلے تو میں بطور فرض تعمیل کرتی رہی پھر اسے خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور موقع سمجھ کر بڑی باقاعدگی سے ترجمہ قرآن پڑھ لیا اس وقت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بھی میری وہیں ہم سبق تھیں۔ اس لیے ان سے بطور بے تکلف سہیلی کے تعلقات ہوگئے اور پھر حضرت اماں جان کے پاس آنا جانا شروع ہوا کہتی تھیں کہ میں گھنٹوں حضرت اماں جانؓ کے پاس بیٹھ کر اردو ادب کی کتابیں انہیں پڑھ پڑھ کر سناتی اس سے مجھے بے انداز فائدہ ہوا کیونکہ علامہ راشد الخیری اور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے اخلاقی ناولوں میں جن عجیب و غریب اشیاء، زیورات اور برتنوں کے نام آتے وہ مجھ دیہاتی کو کیا معلوم! لیکن حضرت اماں جان ان کی شکل اور استعمال واضح فرمادیتی تھیں بلکہ کئی ایک اشیاء کے لیے حضرت نانی اماں جیسی دہلی کی بڑی بوڑھیوں سے دریافت کر کے مجھے سمجھا دیا کرتیں۔ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سلمھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو بھی بچپن میں ابتدائی جماعتوں کی پڑھائی اور لکھائی سکھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی طرح دیگر افراد خاندان سے ایسے ہی علمی اور ادبی تعلقات تھے۔ حضرت ام ناصر اور حضرت ام مظفر سلمھا اللہ سے تو زمانۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق تھا۔ ان دونوں خواتین مبارکہ کی قیادت میں احمدی مستورات کی تنظیم و تعلیم و تربیت کا بڑا کام ہوا ہے...

حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ کے زمانے میں مستورات کی تعلیم و تنظیم کی جانب جب حضور نے توجہ فرمائی تو آپ کا نام اولین کارکنوں میں سے تھا۔ قادیان میں استانی جی کے نام سے مشہور تھیں اور دن رات تعلیم و تربیت اور تدریس ان کا کام تھا“۔ (تاریخ احمدیت جلد ۲۵ صفحہ ۱۹۹۔۲۰۰)

خلافت ثانیہ کی ابتدا میں تعلیمی ترقی کا اندازہ ایک رپورٹ سے ہوتا ہے:

’حضرت امیر المؤمنین صاحبزادہ صاحب نے سورہ مائدہ (جہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے چھوڑا تھا) کا پہلا رکوع خود پڑھ کر سنایا قریباً سو عورتیں حاضر تھیں حالانکہ بارش بھی (نشان رحمت) شروع ہوگئی۔ یکم اپریل کو مدرسۃ البنات کا سالانہ معائنہ ہوگیا سکول کی قریباً ساٹھ لڑکیوں میں سے دو چار ہی فیل ہوئیں چھوٹی چھوٹی بچیاں عمدہ طور سے قرآن شریف کو پڑھتی ہیں حضرت ام المؤمنینؓ نے کمال مہربانی سے اپنے دونوں جانب کے نچلے دالان گرلز سکول کے لئے مرحمت فرمائے ہوئے ہیں‘

(الفضل ۶ اپریل ۱۹۱۴ صفحہ ۱)

اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو احمدیت کے روشن مستقبل کی نوید عطا فرمادی تھی۔ اور بحمد اللہ جماعت ہر لحہ ترقی کی جانب گامزن ہے

فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور سب فرقوں میں میرے فرقے کو غالب کرے گا اور میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور سے اور اپنے دلائل کے نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے“۔ (تذکرہ ۵۱۷)

پھر یادوں کے دیپ جلے!

امتہ اللطیف زیروی اہلیہ ڈاکٹر کریم اللہ زیروی۔ نیو جرسی، امریکہ

حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۰۱۲ء میں امریکہ تشریف لائے تھے سوچا اس موقع کی قیمتی یادوں کو قلم بند کروں۔ جب لکھنے بیٹھی تو پرانی یادیں تازہ ہوتی گئیں جو خلفائے احمدیت سے ملاقاتوں پر مشتمل تھیں۔ بڑی حسین باتیں ہیں جو یادداشت میں محفوظ ہیں۔

یہ میری بڑی خوش قسمتی اور خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ میں مقدس بستی قادیان دارالامان میں پیدا ہوئی۔ ہاں اس مقدس بستی میں جہاں امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ ان کی مبشر اولاد۔ تین جلیل القدر خلفائے احمدیت کے علاوہ کئی بزرگ ہستیوں کی پیدائش ہوئی۔ میں چھوٹی تھی کہ تقسیم برصغیر ہو گئی۔ میرے پیارے اباجان ملک سیف الرحمٰن مرحوم اور میری پیاری امی امتہ الرشید مرحومہ دونوں واقفین زندگی تھے۔ ہم ربوہ آ گئے بچپن سارا ربوہ میں گزرا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری پندرہ سولہ سال دیکھنے کا موقع ملا۔ آخر میں وہ چاقو کے حملہ کی وجہ سے بیمار ہو گئے تھے ملاقات کا خاص موقع نہیں ملا۔ لیکن آپؓ کی وفات سے چند ماہ پہلے میری امی جان کو اور مجھے اس بابرکت وجود سے ملاقات کا موقع مل گیا۔ الحمدللہ۔

میرے پیارے اباجان اور پیاری امی نے قادیان دارالامان میں حضرت مصلح موعودؓ کا زمانہ دیکھا ہوا تھا وہ ہمیں اس زمانے کی باتیں بتایا کرتے تھے جس سے تصورات کی دنیا میں اس زمانہ کا نقشہ آ جاتا تھا۔ میرے والدین کو خلفائے احمدیت سے محبت گھٹی میں ملی تھی۔

جب حضرت مصلح موعودؓ کی وفات ہوئی تو ان کا آخری دیدار کرنے کا خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے موقع عطا کر دیا اور پہلی بیعت جو حضرت مرزا ناصر احمدؒ نے خلیفۃ المسیح بننے کے بعد لی۔ اس میں شمولیت کا موقع بھی عطا فرمایا۔ الحمدللہ۔

حضرت مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ کو خلیفۃ المسیح بننے سے پہلے بھی کئی مرتبہ دیکھا ہوا تھا۔ میں ربوہ میں صرف میٹرک تک پڑھی تھی۔ لاہور میں تعلیم کے معًابعد شادی ہو کر امریکہ چلی گئی اور زیادہ وقت ملک سے باہر ہی گزرا ہے۔ چھ سال ہم ایران میں بھی رہے۔ اس دوران دو تین مرتبہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ میں اپنی پیاری امی کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کے لئے قصر خلافت جاتی زیادہ باتیں تو میری امی ہی کرتی تھیں۔ میں تو اس نورانی وجود کو دیکھتی ہی رہتی تھی۔

ہم ایران سے امریکہ آ گئے۔ ۱۹۸۰ء میں ہم San Diego, CA میں رہتے تھے۔ اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دوسری مرتبہ امریکہ کا دورہ کیا انہوں نے San Francisco آنا تھا دونوں شہروں میں قریباً 500 میل کا فاصلہ ہے۔ ہم ڈرائیو کر کے وہاں گئے۔ بچوں نے اس سے پہلے حضورؒ کو نہیں دیکھا ہوا تھا۔ ہم کہتے تھے حضور آ رہے ہیں۔ ہم وہاں جائیں گے بچے پوچھتے تھے کہ حضور کون ہوتے ہیں؟ ہم اُن کو حضورؒ کی تصویر دکھا کر کہتے تھے کہ یہ حضور ہیں۔ San Francisco میں ہم سید ساجد احمد صاحب کے گھر میں ٹھہرے حسن اتفاق سے حضورؒ کے لئے کھانا ان کے گھر سے پک کر جانا تھا وہ کھانا میں نے اور ان کی بیگم بشریٰ صاحبہ نے مل کر پکایا تھا۔ حضورؒ کے کپڑے

دھونے اور پگڑی کو کلف لگانے کی بھی توفیق ملی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑی پیاری فیملی ملاقات کی سعادت ملی۔ مشن ہاؤس میں کریم کی حضورؒ کے ساتھ یادگار تصویر ہے۔ اس وقت وہاں جماعت اتنی بڑی نہیں تھی۔ حضورؒ نے جس دن واپس جانا تھا وہ ورکنگ ڈے تھا اس لئے ائیر پورٹ پر بہت کم لوگ تھے۔ میرے چھوٹے بیٹے منیب احمد اور خالد محمود ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ کریم نے ان کو منع کیا تو حضورؒ نے فرمایا ان کو کھیلنے دو۔ ایک وقت ایسا تھا کہ حضور اکیلے بیٹھے تھے۔ کریم نے ان سے بچوں کے ساتھ تصویر لینے کی خواہش کی جو انہوں نے ازراہ شفقت اجازت دے دی۔ وہ بہت ہی پیاری تصویریں بچوں کی حضورؒ کے ساتھ حسین یادگار ہیں۔

دسمبر ۱۹۸۰ء میں جلسہ سالانہ پر ربوہ گئی تھی۔ ہمیں قصر خلافت میں فیملی ملاقات کا موقع مل گیا۔ کسی وجہ سے میں حضورؒ سے علیحدہ ملاقات کرنا چاہتی تھی۔ جلسہ سالانہ کے دن تھے وقت ملنا مشکل تھا۔ فیملی ملاقات کے بعد جب ہم جانے لگے تو میں نے حضورؒ سے اس خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا کہ پرسوں آجانا۔ میں نے کہا اس دن تو میں نے واپس امریکہ چلے جانا ہے۔ حضورؒ خاموش رہے ہم واپس گھر آگئے۔ میرے دل پر بوجھ تھا کہ ملاقات نہیں ہوسکی۔ ظہر کی نماز کا وقت تھا میں نے باہر لان میں نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر فارغ ہوئی ہی تھی کہ پیارے ابا کہنے لگے۔ بیٹا تمہاری دعا قبول ہوگئی ہے۔ حضورؒ کی طرف سے پیغام آیا ہے کہ تم کل ملاقات کے لئے آجاؤ۔ اگلے روز میں اور پیارے ابا جان ملاقات کے لئے قصر خلافت گئے۔ حضورؒ نے نہایت شفقت اور پیار سے ملاقات کی۔ میں نے جو اُن سے بات کرنی تھی کرلی۔ انہوں نے بڑے غور سے سنا اور جو جواب دیا میرا دل خوشی سے بھر گیا۔ الحمدللہ۔ یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی۔

حضرت مرزا طاہر احمد، خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو میں بچپن سے دیکھتی آئی تھی۔ وہ ہمارے گھر کبھی کبھی آیا کرتے تھے۔ ۱۹۶۶ء میں ایک دفعہ ملاقات کا موقع ملا تھا۔ اس کے بعد چونکہ میں ملک سے باہر رہتی تھی اس لیے ان سے ملاقات کا زیادہ موقع نہیں مل سکا۔ ۱۹۸۰ء میں جب میں ربوہ گئی محض خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر متوقع طور پر میری دو مرتبہ اُن سے ملاقات ہوئی۔ ایک مرتبہ وہ ہمارے گھر آئے تھے۔ دوسری بار اُن کے گھر میں ملاقات ہوئی۔ اس سال میری چھوٹی بہن بشریٰ باری، بڑی بھابی نائلہ مرحومہ بھی آئی ہوئی تھیں۔ بہن حمیدہ نوشہرہ سے آئی ہوئی تھیں۔ ایک دن ہم خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے بعض گھروں میں ملاقات کے لئے گئے آخر میں حضرت میاں طاہر احمدؒ کے گھر بھی گئے۔ یہ میرا اُن کے گھر جانے کا پہلا موقع تھا۔ ان کی بیگم آپا آصفہ صاحبہ بھی گھر پر تھیں بڑی پُر تکلف چائے پی۔ گاجر کا حلوہ تو خوب یاد ہے۔ چائے کے بعد حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ اندر گئے اور سب کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ لائے مجھے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا تبرک پن پنسل جو کہ سبز رنگ کے ماربل جیسا ہے جس کے اُوپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "سلطان القلم" کندہ ہے۔ میں یہ الفاظ میں بیان نہیں کرسکتی کہ میرے دل کی کیا کیفیت ہوئی۔ سب حیران تھے کہ ایسا نایاب تبرک مجھے کیسے تحفہ مل گیا۔ الحمد للہ رب العلمین۔ ۱۹۸۴ء میں حضورؒ ہجرت کر کے لندن آگئے۔ اس کے بعد پیارے خدا تعالیٰ نے بہت سے ملاقات کے مواقع عطا کئے۔

فروری ۱۹۸۹ء میں مجھے لندن جانے کا موقعہ ملا قریباً ایک ماہ کا قیام تھا میری بہن امتہ الباسط شاہ وہاں رہتی ہے اور مسجد فضل اس کے گھر سے پیدل کا راستہ ہے۔ وہ بہت ہی یادگار قیام تھا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ سے دو مرتبہ ملاقات کے علاوہ ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے اور مجلس عرفان میں شمولیت کی بھی توفیق ملتی رہی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

اسی سال لندن کے جلسہ سالانہ میں ہمارے سارے خاندان کو شمولیت کی توفیق ملی۔ پیارے اباجان اور پیاری امی جان بھی آئے ہوئے تھے۔ الحمدللہ۔ ۱۹۸۷ء میں حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ خلیفۃ المسیح بننے کے بعد پہلی مرتبہ کینیڈا اور امریکہ تشریف لائے۔ ٹورانٹو میں

بیت الاسلام کی بنیاد رکھی تو ہمیں بھی اس میں شمولیت کی توفیق ملی ۔ پیارے اباجان پیاری امی جان ۔ بڑا بھائی مجیب ملک اور اُسکی فیملی بھی امریکہ سے آئے ہوئے تھے۔ اس کے بعد حضور نیویارک تشریف لائے تو اُن سے پہلی ملاقات امریکہ نیویارک کے مشن ہاؤس بیت الظفر میں ہوئی اور یادگار تصویر ہوئی۔ ۱۹۸۹ء میں دوبارہ آئے تو نیوجرسی کے مشن ہاؤس بیت الواحد میں ان سے فیملی ملاقات ہوئی۔ ۱۹۹۳ء کے جلسہ سالانہ میں جب کہ پہلی عالمی بیعت ہوئی تو اس میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے شمولیت کی توفیق ملی حضورؒ بھی اس موقع پر بہت خوش تھے الحمدللہ۔

اس کے بعد جب بھی حضور امریکہ یا کینیڈا تشریف لائے خدا کے فضل و کرم سے ملاقات کا موقع ملتا رہا۔ مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کینیڈا سے جب حضورؒ نے پہلی مرتبہ خطاب کیا جو دنیا کے بیشتر ملکوں میں دیکھا اور سنا گیا، اس کے علاوہ بھی کئی اور مواقع پیارے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے۔ الحمدللہ۔

حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ جب خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے تو وہ نظارے دنیا کے بیشتر ملکوں میں دیکھے گئے۔ ان کے علاوہ ٹورانٹو، کینیڈا اور امریکہ کے دوروں میں ملاقات کا موقع ملا اور امریکہ میں مسجد بیت الرحمٰن میں بھی ملاقات ہوئی۔ غرض میری تو یہ حالت ہے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر صادق ہوتا نظر آتا ہے ؎

کس طرح تیرا کروں اے ذُوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

۲۰۰۸ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت النور کیلگری کینیڈا کا افتتاح کیا اس میں مجھے اور کریم اور دو بیٹوں اور اُن کے خاندانوں کو شمولیت کی توفیق پیارے خدا نے دی۔ الحمد للہ ربّ العالمین۔

اور پھر ۲۰۱۸ء میں جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امریکہ اور گوئٹے مالا کا جو دورہ کیا ایم ٹی اے پر ساری تقریبات بڑے شاندار طریق سے دکھائی گئیں۔ اس میں میری بہن بیٹا اور بہو بھی گئے ہوئے تھے جو میرے iPad پر تازہ تصاویر اور ویڈیو بھجوا رہے تھے ایسے ہی لگ رہا تھا کہ میں بھی ساتھ ہوں ۔ عجیب پیارے خدا تعالیٰ نے ایجادات کروائی ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ فون کرنے کو بھی ترستے تھے اور اب براہ راست پروگرام دیکھتے اور سنتے ہیں۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

(سورۃ الرحمٰن: ۱۸، ۱۹)

اور پھر مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ میں مجھے میری بیٹی ثمرۃ الحئی، اور بہو عظمٰی زیروی کو حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ملاقات کا موقع مل گیا۔ خواتین میں جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے تو محراب کے آگے کھڑے ہوگئے خواتین ترتیب سے لائن میں حضور سے ملاقات کے لیے جا رہی تھیں میں وہیل چیئر پر تھی کچھ اور عورتیں کرسیوں پر بیٹھی تھیں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چل کر ہمارے پاس آ گئے۔ وہ روبرو ملاقات کے چند حسین لمحات پلک جھپکنے میں گزر گئے لیکن اُن کی شیرینی ابھی باقی ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ یہ مصرع صادق آتا ہے ؏

چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

۲۰۱۸ء میں جو ملاقات مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہوئی۔ اس میں میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا عنایت کردہ تبرک پین ساتھ لے گئی کہ یہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو تحفہ دے دوں گی۔ جب میں نے وہ پین حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دیا تو آپ نے وہ ہاتھ میں لے کر دیکھا اور پھر میری بڑی بہو عظمٰی زیروی کو تحفہ میں دے دیا۔ اس کے علاوہ ایک پین مجھے ایک عظمٰی زیروی اور ایک میری بیٹی ثمرۃ الحئی زیروی جس پر مرزا مسرور احمد لکھا ہوا ہے دیا، میں نے کہا حضور میری بیٹی کا ایک بیٹا بھی ہے تو ایک پین اُس کے لئے بھی پھر عظمٰی نے کہا حضور میرے دو بیٹے ہیں دو پین اس کو مل گئے۔ کہاں ہم ملاقات کو ترس رہے تھے کہاں اللہ پاک کا احسان کہ ملاقات ہوئی اور تحائف بھی ملے۔ الحمدللہ ربّ العالمین۔

یونس علیہ السلام نبی کی دُعاء

حضرت غلام رسول قدسی راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ تحریر کرتے ہیں:

ایک دفعہ میں قصور شہر میں ایک تبلیغی جلسہ کی تقریب پر گیا۔ وہاں ایک دوست نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں ان دنوں مشکلات اور مصائب سے گھرا ہوا تھا۔ اس لئے میں نے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور درخواست دعا کی اور یہ بھی عرض کیا کہ دعا کے طور پر کوئی وظیفہ بھی بتایا جائے۔ جسے میں پڑھا کروں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ آپ آیت کریمہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

کثرت سے پڑھا کریں اور اس کا وظیفہ اس طرح کریں کہ رات کے وقت اگر موسم سرما ہو تو منہ لحاف یا چادر میں ڈھانپ کر یہ آیت شریفہ پڑھیں اور پڑھتے پڑھتے سو جائیں۔ اس طرح کے عمل سے ان شاء اللہ آپ کی تکالیف دُور ہو جائیں گی۔

میں نے کہا یہ وظیفہ اس شان کا ہے کہ اگر انسان دریا کے اندر مچھلی کے پیٹ میں بھی محبوس ہو جائے تو اس ابتلاء سے بھی اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے اسے نجات عطا فرما دیتا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات عطا فرمائی۔

(حیاتِ قدسی صفحات ۸۱، ۸۲)

خطبہ جمعہ کے دوران بولنا

(فرمودات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، دربارہ فقہی مسائل)

فرمایا۔ کوئی شخص خطبہ کے دوران بولا تھا۔ اسے جو کہنا ہے اب کہہ لے۔

عرض کیا گیا کہ کسی نے بلند آواز سے دعا کی تھی۔

فرمایا: جب امام بلائے تو بولنا جائز ہے ورنہ خطبہ کے دوران میں بولنا سخت غلطی اور گناہ عظیم ہے۔ اگر دعا کرنی ہو تو آہستگی سے کرنی چاہیئے کہ دوسرے کو یہ دھوکہ نہ لگے کہ کوئی بول رہا ہے بعض جگہوں سے اطلاع آتی ہے کہ لوگ خطبہ کے دوران میں بول پڑتے ہیں۔ یہ غلطی ہے اور گناہ ہے اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

(الفضل ۲۶۔۲۹/جون ۱۹۱۷ء جلد ۹ صفحہ نمبر ۱۰۱، ۱۰۲)